

جس نے اسلام میں چھاپڑقیر جاری کیا اسے جاری کرنے اور اس پر عمل کرنے والوں کے بربر بربادیت
(العدیثے)



از قلم

امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمدا صاحب رحمۃ تعالیٰ علیہ

شرف اشاعت

ادارہ اشاعت العلوم لاہور پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّتًا حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ
مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْءٌ

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اسے جاری کرنے اور اس پر عمل
کرنیوالوں کے برابر ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی

مُرُوجَةُ حَسَنَاتٍ

گجراتی و ماہی عنایت اللہ نجدی کی کتاب
”شجرہ بدعت“ کا اردو بیغ

انقلیم

امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ادارہ اشاعت العلوم
افغان سٹریٹ
وسن پورہ لاہور

نام کتاب _____ مروجہ حسنات

مصنف _____ امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کتابت _____ ذاکر حسین باجوہ

اشاعت _____ چہارم

تعداد _____ اول تا سوم تین ہزار (۳۰۰۰)

چہارم دو ہزار (۲۰۰۰)

مطبع _____ محمود ریاض پرنٹرز لاہور

ناشر _____ ادارہ اشاعت العلوم لاہور

ہدیہ _____ ایصالِ ثواب بحق امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا

صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

دعائے خیر بحق معاونین ادارہ

نوٹ

یہ کتاب مبلغ پینچ روپے کے ڈاک ٹیکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ و سن پورہ لاہور۔

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲	حدیث مبارک نمبر ۱	۱
۲	عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف	۲
۳	بجذ کے متعلق فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۳
۴	کرمانی شرح بخاری شریف میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں	۴
۴	تائید مزید	۵
۲	حدیث مبارک نمبر ۲	۶
۲	دشمنِ اسلام قوم مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف سے نکلے گی	۷
۲	حدیث مبارک نمبر ۳	۸
۵	ابن عبد الوہاب علامہ شامی کی نظر میں	۹
۵	ابن عبد الوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے۔	۱۰
۶	مختصر تعارف کتاب حیاتِ طیبہ اور اسمعیل دہلوی	۱۱
۶	بجذی - دیوبندی انبیاء اور اولیاء کے دشمن کیوں؟	۱۲
۷	عنایت اللہ گجراتی وہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے	۱۳
۷	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱	۱۴
۸	لفظ بدعت (نئی چیز) کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۵
۸	لفظ بدعت اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۶
۹	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۲	۱۷
۹	وہابی خارجی ہیں	۱۸
۱۰	گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت	۱۹
۱۱	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۳	۲۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۲	گجراتی و ہابی کا دجل و قریب نمبر	۲۱
۱۳	فضیلتِ دودھ	۲۲
۱۳	فضیلتِ حلوا و شہد	۲۳
۱۴	فضیلتِ گوشت	۲۴
۱۴	گھی لگی روٹی	۲۵
۱۶	گجراتی و ہابی کا دجل و قریب نمبر	۲۶
۱۶	معانی لفظ دعوت از روئے قرآن	۲۷
۱۵	گجراتی و ہابی کا دجل و قریب نمبر	۲۸
۱۵	از روئے حدیث مبارک ہر بدعت ضلالہ نہیں ہوتی	۲۹
۱۶	علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں	۳۰
۱۶	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں	۳۱
۱۷	حافظ الشان ابن حمیر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۳۲
۱۷	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعتِ حسنہ سے انکار کیوں کیا کی	۳۳
۱۷	نفیس بحث	۳۴
۱۸	جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۳۵
۱۸	چیلنج	۳۶
۱۸	گجراتی و ہابی کا دجل و قریب نمبر	۳۷
۱۹	وہابی کبھی عقلمند اور باشعور نہیں ہو سکتا	۳۸
۲۰	نمازِ عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت	۳۹
۲۰	نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں	۴۰
۲۱	گجراتی و ہابی کا دجل و قریب نمبر	۴۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۱	فقہیہ ابراہیم حلبی زبان کے ساتھ نیت نماز کرنے کے متعلق لکھتے ہیں۔	۴۱
۲۲	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۹	۴۲
۲۳	وہ نذر جو حرام و باطل ہے	۴۳
۲۳	وہ نذر جو جائز ہے	۴۴
۲۴	علامہ عبدالعقبنابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۴۵
۲۴	اور گزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۴۶
۲۵	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۰	۴۷
۲۶	مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے	۴۸
۲۷	مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۴۹
۲۷	مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۵۰
۲۸	قطب وقت کی تعریف	۵۱
۲۸	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۱	۵۲
۲۹	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں	۵۳
۲۹	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۲	۵۴
۳۰	دلیل اول گجراتی وہابی کا اہلسنت پر صریح بہتان	۵۵
۳۰	دلیل دوم غیب اور علم غیب کی نفیس بحث	۵۶
۳۱	عالم الغیب اور عالم علم الغیب کی لاجواب تحقیق	۵۷
۳۲	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان	۵۸
۳۳	علم غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۵۹
۳۴	علم غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے۔	۶۰
۳۴	سید الانبیاء علیہم السلام خود فرماتے ہیں۔	۶۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۵	شاہ عبدالقادر دہلوی بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔	۶۲
۳۶	محدث ابن کثیر بھی علم غیب عطائی کو مانتے ہیں۔	۶۳
۳۷	بقول وہابیہ قرآن پاک پر ایمان کفر ہے۔	۶۴
۳۷	علم غیب عطائی کے متعلق آیات قرآنیہ	۶۵
۳۹	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زیادتی علم کی دعا کرنا	۶۶
۳۹	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۳	۶۷
۴۰	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۴	۶۸
۴۰	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۶۹
۴۱	بحر الرائق کی پوری عبارت اور گجراتی وہابی صاحب کی یہودیت یعنی دجل و فریب ۱۵	۷۰
۴۲	وہابی کا فتاویٰ قاضی خاں سے استدلال	۷۱
۴۲	فتاویٰ قاضی خاں کی پوری عبارت یہ ہے	۷۲
۴۳	اسکے جواب میں علامہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۷۳
۴۳	عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں۔	۷۴
۴۴	شرح فتح المبین کے محشی علامہ حسن مدالبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۷۵
۴۴	مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۶	۷۶
۴۶	گجراتی وہابی کا بزعم خویش قرآن پاک سے استدلال کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	۷۷
۴۶	حاضر و ناظر نہیں ہیں۔	
۴۶	گجراتی وہابی کی قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت	۷۸
۴۷	شاہد کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی	۷۹
۴۷	حاضر و ناظر کی نفیس بحث	۸۰
۴۸	اہل سنت و جماعت کی مائتہ ناز تفسیر جلالین کا حاشیہ صاوی شریف میں ہے۔	۸۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴۸	عقیدہ حاکم و ناظر اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸۲
۴۹	عقیدہ حاکم و ناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر	۸۳
۴۹	گجراتی وہابی کی حماقت	۸۴
۵۰	اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے	۸۵
۵۱	مسئلہ بشریتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۸۶
۵۱	دلائل بے مثلیتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۸۶
۵۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۸
۵۳	چیلنج	۸۹
۵۴	بشریتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۹۰
۵۴	مسئلہ میلاد مبارک اور وہابی کی خیانت یعنی دجل فریب	۹۱
۵۵	حضور جناب مجدد پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکمل مکتوب	۹۲
۵۵	مسئلہ ذکر بالجہر اور فتاویٰ خیریہ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل فریب	۹۳
۵۶	از روئے فتاویٰ خیریہ ذکر بالجہر جائز ہے	۹۴
۵۷	ذکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۹۵
۵۸	گجراتی وہابی کبیری شرح مینتہ المصلیٰ کے حوالے سے لکھتا ہے	۹۶
۵۸	کبیری شرح منیہ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل فریب	۹۷
۵۹	ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا مجدد پاک رضی اللہ عنہ سرسندی کی عبارت میں خیانت یعنی	۹۸
	مسئلہ صلوات و سلام بخیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دجل و فریب	۹۹
	الصلوات والسلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے	۱۰۰
	الصلوات والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ	۱۰۱
۶۱	صاحب مہاجر مکی کے قلم سے	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۲	اذان میں انگوٹھے چومنا اور دجل و فریب نمبر ۲۲	۱۰۲
۶۳	اب انگوٹھے چومنے والی حدیث کے متعلق حفاظ حدیث کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔	۱۰۳
۶۴	علامہ محمد طاہر بیٹنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۹۸۶ھ فرماتے ہیں۔	۱۰۴
۶۴	اہلسنت احناف کے مسلم امام سیدی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۱۰۵
۶۴	غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے	۱۰۶
۶۵	شیخ عبدالرحمن بن محمد مفتی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت	۱۰۷
۶۵	فقہائے احناف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتیں	۱۰۸
۶۶	مسئلہ فزح لغیر اللہ اور وہابی کا دجل و فریب نمبر ۲۳	۱۰۹
۶۹	مسئلہ سماع موتی اور گجراتی وہابی کی جارحیت یعنی دجل و فریب نمبر ۲۴	۱۱۰
۷۰	سیدی علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔	۱۱۱
۷۱	امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۱۲
۷۱	حافظ الشان سیدی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔	۱۱۳
۷۳	وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی	۱۱۴
۷۵	سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ	۱۱۵
۷۵	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ	۱۱۶
۷۵	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں	۱۱۷
۷۶	شیخ الاسلام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۱۱۸
۷۶	اونچی قبروں کو گرانے کا مسئلہ	۱۱۹
۷۷	لغات حدیث کی مشہور و معروف کتاب مجمع البحار میں ہے۔	۱۲۰
۷۸	مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحید الزماں غیر مقلد کی تحقیق	۱۲۱
۷۸	بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر عمارت بنانے کا مسئلہ۔	۱۲۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۷۹	حنفیوں کے مسلم امام اور محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی فرماتے ہیں	۱۲۳
۷۹	عارف باللہ سید اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۱۲۴
۷۹	علامہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۲۵
۸۰	مسئلہ دُعا بعد نمازِ جنازہ	۱۲۶
۸۰	اسی طرح علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۲۷
۸۱	مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حیات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔	۱۲۸
۸۱	حیات انبیاء کے متعلق اہل اسلام کا عقیدہ۔	۱۲۹
۸۲	شاہ عبدالمحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۳۰
۸۲	مسئلہ حیاۃ اولیاء	۱۳۱
۸۳	دہابی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضو تناسل کی مانند ہے۔	۱۳۲
۸۳	اعلم حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی عقیدہ مند کے اشعار	۱۳۳
۸۴	قطب شعرانی سیدی عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں	۱۳۴
۸۵	طائفہ دہابیہ دیوبندیہ کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں	۱۳۵
۸۵	دیگر اشعار اعلم حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در منقبت عنوث الثقلین رضی اللہ عنہ	۱۳۶
۸۶	گجراتی دہابی کا اعتراض	۱۳۷
۸۷	میزان سیادت	۱۳۸
۸۷	ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۱۳۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد: اے ایمان والو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دیگر خطرات سے اپنی پیاری امت کو آگاہ فرمایا ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے۔

حَدِیْثُ مُبَارَکٌ | یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ التَّمٰنِ دَجَالُوْنَ کَذٰلِیْنَ یَا تُوْکَلُّمُ

مِنَ الْاِحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاؤُكُمْ

فَاِیَّاكُمْ وَاِیَّا هُمْ لَا یُضِلُّوْكُمْ وَلَا یَفْتِنُوْكُمْ بِهٖ

ترجمہ:۔ آخری زمانہ میں کچھ دھوکے باز جھوٹے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے سامنے ایسی باتیں بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی۔ نہ ہی تمہارے باپ دادا نے۔ ان سے بچنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں نہ ہی تم کو فتنہ میں ڈال دیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یُرْوٰنَ اَنْفُسَهُمْ عَلَمَاءُ وَ مَشَائِخُ مِنْ اَهْلِ النَّصِیْحَةِ وَ الصَّلٰحِ ثُمَّ یَدْعُوْنَ

اِلٰی مَذٰہِبِهِمْ الْبٰطِلَةِ وَاَرَاثِهِمُ الْفٰسِدَةَ۔

ترجمہ:۔ یعنی وہ دجال اور کذاب لوگ خود کو علماء اور مشائخ نصیحت اور اصلاح کرنے والے سمجھتے ہوں گے۔ لوگوں کو اپنے باطل مذاہب اور اپنے بُرے خیالوں کی طرف بلائیں گے

لہذا ایسے بدنسب علماء مشائخ سے پوری پوری طرح پرہیز کیا جائے۔ ایسے علماء اور مشائخ میں سے عنایت اللہ گجراتی بھی ہے جسے ابن عبد الوہاب کی ذریت پیر طریقت کہتی ہے۔

عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف

یہ عنایت اللہ گجراتی غلام اللہ پنڈوی اور سرفراز گلکھڑوی کا گرو بھائی حسین علی واں بھجروی

۱۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸ بحوالہ مسلم شریف۔ ۲۔ لغات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۱۔

کا مرید و شاگرد ہے۔

حسین علی واں بھچر دی رشید احمد گنگوہی دہا بی دیوبندی کا چلیہ ہے اور یہ سب لوگ ہو کا
دیوبندی اور فریب کاری میں یہ طوطی رکھتے ہیں۔ دراصل یہ دیوبندی ابن عبدالوہاب نجدی کی روحانی
اولاد ہے۔ نجدی اور دیوبندی فطرتاً انبیاء علیہم السلام کے دشمن ہیں۔

نجد کے متعلق فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بِهَا يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ترجمہ :- یعنی نجد سے قرنِ شیطان نکلے گا۔

کرمانی شرح بخاری شریف میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں

(قرنِ شیطان) اُمّی اُمَّتُهُ وَحِزْبُهُ، یعنی نجد سے شیطان کی اُمت اور اس کا گروہ

پیدا ہوگا۔

کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی سیدنا آدم علیہ السلام کی امانت کا جرم شیطان
ہی سے سرزد ہوا ہے۔ لہذا شیطان کی اُمت اور اُس کے گروہ کی یہ ہی پہچان ہے کہ وہ انبیاء
اللہ کا گستاخ ہوگا۔

تالیف مزید | حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب مشرکین
مکہ نے جمع ہو کر دارالندوہ میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

مشورہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس دن صبح سویرے ہی آگئے مشورے کے اس دن کا نام یومِ زحمت
رکھا گیا مشرکین کے سامنے ہی ابلیس بھاری چادر اوڑھ کر ایک بڑے بزرگ کی شکل میں دارالندوہ
کے دروازے پر کھڑا ہو گیا مشرکین نے پوچھا یہ بزرگ کون ہے۔ ابلیس نے جواب دیا میں نجدی
بزرگ ہوں۔ تمہارا پروگرام میں نے سنا اور تمہارے ساتھ حاضر ہو گیا ہوں۔ تاکہ سنا جائے کہ تم

۱۰ :- بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۴۱ - ۱۱ :- کرمانی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۴۔

کیا کہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی رائے یا نصیحت تم سے پوشیدہ رہ جائے۔ یہ کہہ کر ابلیس مشرکین کے ساتھ دارالتدوہ میں داخل ہو گیا۔

مندرجہ بالا روایت سے مندرجہ ذیل باتیں روزِ روشن کی طرح ثابت ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو صرف نجدی بزرگ کی صورت اختیار کرنے کی سوجھبائی کیونکہ نجد ہی سے ابلیس کا گروہ ظاہر ہونا تھا۔

(۲) امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تنبیہ کھٹی کہ نجدیوں کی بزرگی اور ان کے جوتوں جوتوں کا بھروسہ نہ کرنا۔ حقیقتاً یہ ابلیس کا گروہ ہے۔

(۳) نجدی لوگ مشرکین کے خیر خواہ اور اہل اسلام اور بانی اسلام کے دشمن ہوں گے۔

حدیث مبارک ۲ | اِنَّ مِنْ بَعْدِي مِنْ اُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَقَتَهُمْ
يَقْتُلُونَ اَهْلَ الدِّسَادِ وَيَدْعُونَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ۔ ۲۷

ترجمہ :- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی قرآن پڑھیں گے، اہل اسلام کو قتل کریں گے، اور مشرکوں کو کچھ نہ کہیں گے۔

دشمن اسلام قوم مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف سے نکلے گی۔

حدیث مبارک ۳ | يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ

ترجمہ :- مشرق سے ایک قوم نکلے گی، قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

ان تمام احادیث کے مصداق نجدی ہیں۔ کیونکہ نجد عرب کے ایک خطے کا نام ہے جس کی

۱۔ : تاریخ طبری عربی مطبوعہ مصر طبع ثانی جلد ۲ صفحہ ۳۷۰ سطر ۱۷۔ ۱۸۔ : تاریخ ابن اثیر عربی مطبوعہ بیروت

جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ سطر ۱۲۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر عربی مطبوعہ ریاض جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ سطر ۲۱۔

۲۔ : کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۳ حدیث ۵۷۴ ۳۔ : کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۳۳ حدیث ۵۹۴

بن بلند ہے اور جو حجاز سے مشرق کی طرف خلیج فارس تک وسیع ہے۔
حجاز کے متعلق لکھا ہے کہ عرب کے ایک صوبے کا نام ہے جس میں مکہ۔ مدینہ اور طائف
یہ علاقہ شامل ہے۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مشرق سے ایک قوم نکلے گی۔ صاف بتاتا ہے
نجد ہی کی طرف اشارہ ہے جو کہ مکہ و مدینہ سے مشرق میں واقع ہے۔
اسی نجد کے خطے میں ابن عبد الوہابؒ میں پیدا ہوا جس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
پر اولیاء اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اور سوائے اپنے عقیدت مندوں کے تمام اہل اسلام کو
شُرک قرار دیا۔

ابن عبد الوہاب علامہ شامی کی نظر میں

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبد الوہاب کے متعلق فتاویٰ شامی میں لکھا ہے۔
كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى
حَرَمَيْنِ كَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لِكِنْتَهُمْ اِعْتَقَدُوا اَنَّهُمْ هُمْ
سُلَيْمُونَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُونَ وَاَسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ
هَلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَاءِهِمْ۔

ترجمہ :- جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعداروں کا واقعہ ہوا جو نجد سے نکلے
حرمین شریف پر غالب آئے۔ خود کو حنبلی مذہب کہتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ وہی مسلمان
ہیں۔ ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والے تمام مشرک ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک عوام اہل سنت اور
علماء اہل سنت کا قتل جائز تھا۔

ابن عبد الوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے

۱۔ فیروز اللغات فارسی ص ۲۸۹ - ۲۔ فیروز اللغات فارسی ص ۳۵۸ -

۳۔ فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۱۹ -

ابن عبد الوہاب ۱۲۹ھ میں نجد کے ایک شہر عینہ میں پیدا ہوا۔ اپنے کفریہ عقائد کے سبب لوگوں میں بدنام ہوا۔ مجبور ہو کر اسے اپنا آبائی شہر چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے نکل کر اس نے صریحہ (نجد کا شہر) میں رئیسِ عظیم محمد بن سعد کے پاس پناہ لی۔ اس محمد بن سعد نے ابن عبد الوہاب کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد العزیز رکھا گیا۔ یہ لڑکا اپنے نانا ابن عبد الوہاب کے مسلک پر سختی سے پابند تھا۔ اس نے بھی وہاں بیت پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آخر کار ۱۸۰۳ھ میں خراسان کے ایک سنی نے اسے قتل کر دیا۔ عبد العزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد باپ سے بھی زیادہ پرجوش نکلا۔ ۱۸۰۳ھ کے اخیر میں سعد نے مدینہ منورہ پر قبضہ جما لیا۔ وہاں بیت کے جوش میں جنت البقیع کے تمام مقبرے صاف کر دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جو اسرنگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو بھی اٹھا دیا۔ جو آپ کے مزار مقدس پر پڑی رہتی تھی پھر ۱۸۱۸ھ میں اللہ تعالیٰ نے ترکوں کے ہاتھوں ان وہابیوں کی شان و شوکت کو تباہ و برباد کر دیا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ مُخْتَصِرًا ۝

مختصر تعارف کتاب حیات طیبہ اور اسمعیل دہلوی

حیات طیبہ اسمعیل دہلوی کی سوانح حیات ہے۔ اس کا مؤلف مرزا حیرت دہلوی ہے جو کہ بدترین وہابی ہے اور شنائی وہابیوں نے تصحیح نام کے بعد اس کتاب کو دوسری دفعہ شائع کیا ہے۔ جبکہ اسمعیل بن عبد العزیز ابن عبد الوہاب نجدی کا روحانی فرزند تھا جو دہلی میں ۱۷۷۰ھ میں پیدا ہوا اور تقویۃ الایمان لکھ کر اپنے روحانی باپ ابن عبد الوہاب کا خلف الرشید ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا۔

نجدی دیوبندی انبیاء اور اولیاء کے دشمن کیوں؟

اسمعیل دہلوی کے بعد ۱۲۸۳ھ میں ہندوستان کے ایک قصبہ دیوبند میں مدرسہ وہابیت قائم ہوا۔ اگر لفظ ”دیوبند“ کو ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی کہلانے والوں کو لازماً انبیاء اور اولیاء اللہ کے دشمن ہونا چاہیے۔ کیونکہ دنیا میں سب سے پہلے ”دیوبند“ کا لفظ قارون کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ”دیوبند“ قارون کا لقب تھا۔ پھر ایران کے ایک قدیم بادشاہ جمشید کا لقب ہوا۔ پھر ہندوستان کے ایک قصبہ کا نام ہوا۔ ”فیروز اللغات“ فارسی میں ہے۔

دیوبند: جمشید اور قارون کا لقب ہندوستان کے ایک قصبے کا نام اصلی دیوبند یعنی قارون کو کون نہیں جانتا۔ بے شک وہ نبی اللہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بدترین مخالف تھا۔ آپ کی دعا سے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ معلوم ہوا نجدی اور دیوبندی فطرتاً حق اور اہل حق کے دشمن ہیں۔

عنایت اللہ گجراتی وہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے۔

اس عنایت اللہ گجراتی کی وہابیت ملاحظہ فرمائیں۔

ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ اہل سنت جس قدر صلوٰۃ و سلام کے شیدائی ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ وہابی لفظ ”بدعت“ کے متوالے ہیں۔ چنانچہ گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعترض | دین کے اندر کوئی نئی چیز نکالنا جو زمانہ رسالت و زمانہ خلافت راشدہ و صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں باوجود اپنے سبب و علت کے نہ تھی ”بدعت“ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

جس کسی نے ہمارے اس معاملہ میں (یعنی دین اسلام میں) کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہوگی۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ بدعت کی مذکورہ بالا تعریف امت و مابہ کی من گھڑت ہے۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں یہ تعریف نہیں۔ اور جس حدیث تشریف کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ ہرگز و مابہ کی من گھڑت تعریف کی موید نہیں۔

لفظ بدعت (نئی چیز) کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حنفیوں کے مسلم امام علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی رائے کا اظہار کیا جس کی صحت پر قرآن و سنت میں کوئی سند نہیں۔ نہ ظاہری نہ حنفی نہ لفظی نہ استنباطی وہ رائے مردود ہے۔

قَالَ الْقَاضِي الْمَعْنَى مَنْ أَحْدَثَ فِي الْإِسْلَامِ رَأْيًا لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَنِ سَنَدٌ ظَاهِرٌ أَوْ حَقِيٌّ مَلْفُوظٌ أَوْ مُسْتَنْبَطٌ فَهُوَ مُرَدُّ

پھر فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں جو مالیس منہ ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو نئی بات قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو وہ بری نہیں۔

فِي قَوْلِهِ (مَالِيْسَ مِنْهُ) إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ إِحْدَاثَ مَا لَا يُبَازِعُ الْكِتَابَ وَالسُّنَةَ لَيْسَ بِمَذْمُومٍ۔

لفظ بدعت اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یعنی دین میں ایسی کوئی نئی چیز نکالی جس کی کتاب و سنت میں سند نہ ہو۔ صریح یا استنباطی یا اس کی صحت پر قرآن میں حکم نہ ہو۔

أَيُّ أَحْدَثَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَنِ سَنَدٌ صَرِيحًا أَوْ مُسْتَنْبَطًا أَوْ لَمْ يَحْكَمْ بِصِحَّتِهِ

الْكِتَابِ قَلِيلٌ إِلَّا جُمَاعَ وَالْقِيَاسِ
وَالْمُرَادُ أَوْ مَا كَانَ مُخَالَفًا
مُعَيَّنًا لِهَهُمَا ۝

اس میں اجماع اور قیاس بھی شامل ہے
پس مراد یہ ہے کہ قرآن و سنت کا مخالف
یا مغیر نیا کام مردود ہے۔

بدعت کی تعریف اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا معنی و مفہوم یہ ہے
جو محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھایا ہے۔

گجراتی وہابی کا دلیل و فریب ۲

اعتراض | گجراتی وہابی لکھتا ہے، افسوس ہے کہ آج لوگوں نے دین کے اندر طرح طرح کی
بدعات ایجاد کر دیں اور دین اسلام کو موم کی ناک بنا ڈالا۔ اپنے کھانے پینے
اور دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر دین کا حلیہ اور نعتیہ بگاڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لِيَآكُلُوا
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيُصَدِّدُونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ۔

اے ایمان والو! خبردار، ہوشیار رہنا بہت سے مولوی اور پیر ایسے ہیں جو لوگوں کا مال

ناجائز طریقہ سے کھاتے ہیں، اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

جواب :- گجراتی وہابی نے اہل سنت پر مذکورہ بالا آیت چسپاں کر کے اپنی خارجیت کا پورا پورا
ثبوت دیا ہے اس لیے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ یعنی کافروں کے حق میں ہے۔ کافروں والی
آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرنا خوارج کی فطرت ہے۔

وہابی خارجی ہیں | بخاری شریف میں ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما خاریجیوں کو شریر ترین
مخلوق خیال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمُ شَرًّا خَلِقَ
اللَّهُ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى

۱۔۔ لغات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۰۶۔ ۲۔۔ شجرہ بدعات صفحہ ۸۰۶۔

خارجی لوگ کفار کے حق میں آئی ہوئی،
آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔

آيَاتٍ نَزَّلَتْ فِي الْكُفَّارِ
فَجَعَلُوها عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آج سے ہزار سال پہلے مفسر ہیں، لکھتے ہیں۔

إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْقُرَّاءِ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى
(لِيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ) يَا خُذُوا الرِّشَاءَ فِي أَحْكَامِهِمْ وَيُحَرِّفُونَ
كِتَابَ اللَّهِ وَيَكْتُبُونَ بِأَيْدِيهِمْ كِتَابًا بَدَلًا يُمَوَّلُونَ هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
وَيَأْخُذُونَ بِهَا ثَمَنًا قَلِيلًا مِّنْ سَفَلْتِهِمْ

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! بیشک اکثر علماء اور قاری بنی اسرائیل کے یہود و نصاریٰ میں سے
لوگوں کا ناحق مال کھاتے ہیں۔ اپنے احکام میں رشتوں میں لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو
بدلتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس کے
بدلے اور فی لوگوں سے کچھ مال بھرتے ہیں۔

ان وہابیوں کی تالیفات دیکھنے سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ واقعی خارجی گروہ ہے۔
کیونکہ کفار اور مشرکین کے حق میں اتری ہوئی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کر کے انہیں خواہ
مخواہ مشرک بناتے ہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعتراف: گجراتی وہابی لکھتا ہے۔ "مقام حیرت ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے لایح کرنا تو کوئی
بڑی بات نہیں تھی لہذا مرگ پر پڑے بھی یہ وصیتیں کرتے ہیں کہ اعزہ سے
اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار مجھ کو ان اشیاء سے بھی بیچ دیا کریں دو"

۱۔۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴ ۲۔۔ تفسیر ابن جریر ج ۱۰ صفحہ ۱۱۴

کابرف خانہ ساز (قلنی) اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریاتی مرغ پلاؤ خواہ بکری کاشانی کباب پراٹھے، بالائی، فیرنی، اردو کی دال مع ادراک و لوازم (یعنی مصالحے بھی ہوں) تاکہ مولوی صاحب کو بادی نہ ہو جائے، گوشت بھری کچوریاں سیب و انار کا پانی سوڈے کی بوتل، تاکہ یہ سب الابلہ ہضم ہو جائے، سلہ

جواب۔ دوستو! مرنے سے قبل وصیت کرنا ایک امر شرعی ہے لیکن اس گجراتی خارجی نے وصیت کی عبارت میں اپنی خباثت باطنی کی پچھریں لگا کر کیسا استہزا کیا۔ دوسرے یہ خباثت دکھائی ہے کہ فاتحہ کے متعلق پوری وصیت نقل نہیں کی، اگر پوری عبارت نقل کر دیتا تو خباثت بھرے پیوند پر گزرنہ لگا سکتا۔ ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی وصیت فاتحہ کا وہ بالائی حصہ نقل کر دیتے ہیں تاکہ اس گجراتی خارجی کے لگائے ہوئے پیوند اکھڑ جائیں۔ اور وصیت کی حقیقت واضح ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کھانوں کا ذکر کرنے سے پہلے فرمایا کہ
”فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیں۔ صرف فقراء کو دیں۔ اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ“ سلہ

آپ کا فرمانا کہ دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھج دیا کریں، صاف صاف بتاتا ہے کہ مُرْسَلُ اِلَيْهِ آپ کی ذات نہیں بلکہ فقراء ہیں گویا کہ آپ نے فرمایا۔ مندرجہ ذیل کھانے عزت اور احترام کے ساتھ فقراء کے ماں بھج دیا کریں۔ اب ان خارجیوں سے پوچھو کہ فاتحہ کے اچھے اچھے کھانے فقراء کے ماں بھیجنے میں کونسی قباحت ہے بلکہ یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، حدیث شریف میں ہے۔

حضرت خنش کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے قربانی کرتے تھے میں نے پوچھا یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا

عَنْ خَنْشٍ قَالَ دَأَيْتُ عَلِيًّا
يُضْحِي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا
فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيَّ مَجْهِي وَصِيَّتِي
فَرَمَانِي تَهْتِي كَمَا مِيرِي طَرَفٍ سِي جَانُورِ قَرَابَانِي كَمَا كَرَانَا
سَوِيئِي آبِ كِي طَرَفٍ سِي قَرَابَانِي دِي تَا هِي سَوِيئِي

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ صَافِي
أَنْ أُصِحِّحَ عَنْهُ فَأَنَا
أُصِحِّحُ عَنْهُ لَهُ

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ خارجی کہیں گے کہ آپ کو آخری وقت گوشت کھانے کی سوجھی۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ تو کوئی بھی بد دین نہیں کہہ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے جاتے وقت اپنے پیٹ کی ہی فکر تھی۔ کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے کھانے بعینہ نہیں پہنچتے بلکہ ان کھانوں کو فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔ بخلاف اس کے گجراتی وہابی نے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا ہے کہ کھانے بعینہ پہنچتے ہیں۔ اسی لیے یہ وہابی اپنے مردوں کی فاتحہ نہیں دلاتے۔ کیونکہ کھانوں کا مردوں سے کیا تعلق۔

گجراتی وہابی کا دلیل و قیاس

اعراض | گجراتی وہابی لکھتا ہے "مولوی محمد عمر اچھروی نے اپنی کتاب "مقیاس حقیقت" میں مندرجہ ذیل سرخیاں قائم کر کے اُمتِ محمدیہ پر کرم فرمائی کی۔

فضیلتِ دودھ، فضیلتِ حلوا، شہدِ فضیلتِ گوشت اور پراٹھا۔

جواب :- میں کہتا ہوں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مناظرِ اعظمِ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء کا بذریعہ احادیث ذکر کر کے اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر احسان فرمایا۔ تاکہ یہ اُمت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیاء کو محبوب رکھیں۔ اور جب فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا موقع آئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی مقبول و محبوب اشیاء ہی اس کے راستے میں خیرات کریں۔ کیونکہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مقبول ہوتی ہے۔ گویا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اللہ تعالیٰ کی پسند ہے۔ مناظرِ اعظم مولانا محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ جن احادیث سے گجراتی وہابی کے سینے

میں غضب کی آگ بھڑکی ہے، وہ احادیث بندہ پھر نقل کر دیتا ہے تاکہ وہابیوں کے مرضِ قلبی میں اور اضافہ ہو۔

فضیلتِ دودھ

عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِلَبَنٍ قَالَ بَرَكَةٌ أَوْ بَرَكَتَانِ يَه

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا جاتا۔ آپ فرماتے یہ سیرا پر بکت ہے یا فرماتے دو گنا بکت ہے۔

فضیلتِ حلوا و شہد

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلُوهَ وَالْعَسَلَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو محبوب کہتے تھے۔

فضیلتِ گوشت

عَنْ أَبِي الدُّدَّا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ - ۳۵

حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے۔

گھی لگی روٹی

عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَوَّتْ نَوَاطٍ عِنْدَنَا خُبْزَةٌ بِيضَاءُ مِنْ بَرَّةٍ سَمَاءٍ مَلْبَقَةٌ بِسَمْنٍ نَاكُلُهَا - ۳۶

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ آج تو گھی لگی گیہوں کی روٹی ہوتی تو ہم کھاتے۔

مسلمانو! ان احادیث مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاءِ خوردنی کا پتہ چلتا

۳۵ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۴۶ - ۳۵ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۴۶

۳۶ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۴۵ - ۳۶

وہابی خواہ کتنا ہی جلیں۔ لیکن آپ لوگ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ اشیاء ہی فی سبیل اللہ عزرباد اور فخریہ کو کھلایا کرو۔ اور بذاتِ خود بھی ان چیزوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھو۔ نفسانی خواہش کے ماتحت نہیں۔ بلکہ اس لیے کہ یہ چیزیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فیسرہ

اعتراف | گجراتی وہابی لکھتا ہے: "ایک دفعہ کسی نے مسئلہ پوچھا۔ (اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے) سوال :- حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ جواب :- اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔" ۱

اندازہ کیجئے پیٹ کی اشتہاء کا۔ ان بندگانِ پیٹ کے سامنے مسئلہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ بات پیٹ کی کریں گے۔ سائل حاضر ناظر کے چکر میں ہے تو حضرت پیٹ کے بھنور میں پھٹنے ہوئے ہیں۔ ۲

جواب :- میں کہتا ہوں کہ اس جاہل وہابی سے پوچھئے کہ دعوت کا معنی پیٹ بھرنے کا کس لغت میں ہے۔

دعوت کا معنی تو صرف "بلانا" ہے پھر جب تک اس کے ساتھ کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ تو کسی خاص چیز کی طرف بلانا مراد نہیں لیا جاسکتا۔

معانی لفظ "دعوت" از روئے قرآن

۱ - اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۳

۱۴ :- ملفوظات حصہ اول صفحہ ۱۲۷ - ۵۲ :- شجرہ بدعات صفحہ ۹ -

۱۵ :- بقرہ پارہ ۲ آیت ۱۸۶ -

۲۔ لَكَ دَعْوَةٌ الْحَقِّ ۱۰

۳۔ اِنَّمَا تَدْعُوَنِي اِلَيْهَا لَيْسَ لَكَ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ ۱۱

دیکھیے مجھے مذکورہ بالا آیات میں "دعوت" کا لفظ موجود ہے لیکن اس دعوت سے کھانا کھانے کی دعوت مراد لینا سراسر جہالت ہے۔

معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان (دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں) سے کھانے کی دعوت مراد لینا گجراتی وہابی کی جہالت ہے بلکہ اسکے لظن پرستی کی دلیل ہے۔

گجراتی وہابی کا دلیل فریب

اعتراض | گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

(۱) بدعتی پر اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

(۲) بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں۔

(۳) بدعتی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۴) بدعتی کی توفیق و تعظیم کرنا۔

(۵) بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں۔

(۶) بدعتی آب کو تر سے محروم ہوگا۔

جواب :- گجراتی وہابی نے مذکورہ بالا ہر عنوان کے تحت حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بدعت یا بدعتی کی مذمت میں جتنی بھی احادیث آتی ہیں وہ سب کی سب اسی ہی بدعت اور بدعتی کے بارے میں ہیں۔ جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

از روئے حدیث مبارک ہر بدعت ضلالہ نہیں ہوتی

ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ملاحظہ ہو۔

۱۰۔ رد پارہ ۱۳ آیت ۱۰۔ ۱۱۔ المؤمن پارہ ۲۲ آیت ۳۔ ۱۲۔ شجرہ بدعات صفحہ ۱۰ تا ۱۳۔

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُرِّيِّ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...
مَنْ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ هَدَلَةٍ لَا يُرْضَاهَا
اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيَّ مِنَ
الْإِثْمِ مِثْلَ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا

بلال بن حارث مرنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی
بڑا طریقہ جاری کیا جس سے اللہ اور اس
کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں اس
بدعت ضلالہ پر عمل کرنے والوں کے برابر اس
بدعتی کو گناہ ہوگا۔

علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قَيْدُ الْبِدْعَةِ بِالضَّلَالَةِ لِوَجْهِ
الْبِدْعَةِ الْحَسَنَةِ ۱

بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید لگانا
بدعت حسنة کو اس مذمت سے نکالنے
کے لیے ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

(بِدْعَةُ ضَلَالَةٍ) كَأَنَّهُ إِحْتِرَازٌ عَنْ
بَعْضِ الْبِدْعِ الْمُسْتَحْسَنَةِ الَّتِي تَقْوَى
بِهِ الدِّينُ كَمَا صَرَّ مِنْ أَقْسَامِ
الْبِدْعَةِ فِي أَوَّلِ الْبَابِ ۲

بدعت ضلالت کہنا گویا کہ یہ بچانا ہے بعض
بدعات مستحسنہ کو جن سے دین اسلام کو
تقویت پہنچتی ہے جن کا بیان اول باب
میں اقسام بدعت میں گزر چکا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرما دیا کہ بدعت ضلالہ وہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور
اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو۔
وہ بدعتی کون ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے جس کا

۱۔۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰
۲۔۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۶۔

۳۔۔ لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳۔

کوئی عمل قبول نہیں، جو دائرہ اسلام سے خارج ہے، جس کی تعظیم و توقیر دین اسلام کو گرانے کے مترادف ہے جس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی، جو آبِ کوثر سے محروم ہوگا، یہ وہ بدعتی ہے جس کا کوئی ایک بھی عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہو۔

حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الْمُبْتَدِعُ مَنْ اَعْتَقَدَ شَيْئًا مِمَّا
يُخَالِفُ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ
(بُرا، بدعتی وہ ہے جس نے کوئی ایسا عقیدہ
رکھا جو اہل سنت و جماعت کے عقائد
کے خلاف ہو۔

ثابت ہو العنتی دائرہ اسلام سے خارج، حوضِ کوثر کے پانی سے محروم وہی لوگ ہیں جن کے عقائد مذہبِ حقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔

گجراتی و ہابی نے اپنی کتاب ”شجرہ بدعات“ کے دو صفحے ۱۳، ۱۵ بدعتِ حسنة کی لغت میں سیاہ کیے ہیں۔ جن پر نہ کوئی حدیث اور نہ محدثین کا کوئی ایسا قول نقل کیا ہے جس سے ثابت ہو کہ کوئی بدعتِ حسنة نہیں ہوتی، صرف امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی سرسندی رضی اللہ عنہ کی مکتوب کا سہارا لیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعتِ حسنة سے انکار کیوں کیا کی نفسِ بحث

میں کہتا ہوں کہ سرکار سرسندی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ کوئی بدعتِ حسنة نہیں ہوتی۔ یہ تو آپ کا اپنا خیال ہے جو اولہ شرعیہ سے مُسَبَّرُہُنَّ نہیں، اور ہم نے بعض نئے کاموں کا حسن ہونا دلیل شرعی سے ثابت کیا ہے۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعتِ حسنة سے انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے تشہد میں انگلی اٹھانے کا کیا ہے، حالانکہ رفعِ سبَابِہِ کے متعلق صریح احادیث موجود ہیں اور

۱۰۔۔ فتح الباری جز ثالث صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ انڈیا۔

موجود بھی صحاح ستہ میں ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مسئلہ رفع سبابہ صحاح ستہ میں موجود ہے تو امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انکار کا کیا سبب ہے۔ اس کے جواب میں۔

جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علماء نے اثبات رفع سبابہ میں بہت سے رسائل لکھے ہیں، جو کہ احادیث صحیحہ اور روایات فقہ حنفیہ پر مشتمل ہیں، یہاں تک کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحب زادے شاہیحی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اثبات رفع سبابہ پر ایک رسالہ لکھا ہے اور نفی رفع سبابہ میں تو ایک بھی حدیث موجود نہیں، حضور مجدد رضی اللہ عنہ کا ترک رفع سبابہ بنا بر اجتهاد ہے، اور سنت غیر منسوخ کے مقابلہ اجتهاد مجتہد حجت نہیں ہے۔

لہذا سیدنا و مولانا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ کا انکار کرنے کی بہت سی توجیہات ہو سکتی ہیں جن میں سے قوی تر اور شان مجددیت کے مناسب توجیہ یہ ہے کہ آپ کا بدعت حسنہ کی مطلق نفی فرمانا سد اللباب کے قبیل سے ہے تاکہ عوام بدعت حسنہ کا سہارا لے کر بدعت ضلالہ میں نہ پھنس جائیں۔ لہذا سرے سے بدعت کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے اور یہ بھی آپ کا اجتهاد ہی ہے جو نصوص صریحہ کے مقابل حجت نہیں۔

حلیج

اگر کوئی وہابی بدعت حسنہ کی نفی میں ایک صحیح حدیث دکھا دے، اس کو ایک حدیث شریف کے بدلے یک صد روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

گجراتی وہابی کا دلیل و فریب

۱۔ کلمات طیبات فارسی صفحہ ۲۹۔

اعتراف | گجراتی وہابی اہلسنت کے متعلق لکھتا ہے کہ ان سنیوں کا اصول ہے رسمی اور من گھڑت طریقہ عبادت جاری کرو اور تاویل یہ کرو ایک بدعت حسنہ بھی ہے اور اس میں عمل کر کے

اسلام کا حقیقی روحانی نور حاصل ہوتا ہے۔ ۱۷

گجراتی وہابی نے بدعت حسنہ کی تردید میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت دو روایتیں نقل کی ہیں
اول :- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :-

ایک شخص نے عید کے دن نماز عید سے قبل نماز نفل پڑھنی چاہی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منع کیا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نماز پر سزا نہ دے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بالیقین جانتا ہوں کسی فعل پر ثواب نہ دے گا۔ جب تک اس فعل کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔ پس تیری یہ نماز فعل عبث ہو گی اور فعل عبث حرام ہے اور شائد کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

دوم :- ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا۔ اس نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا۔ اے ابو محمد کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا۔ حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا کہ نہیں لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔ یہ دونوں واقعات نقل کر کے وہابی لکھتا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نماز جیسی اہم اور پسندیدہ عبادت پر بھی محض اس لیے سزا دے گا۔ کہ اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں اور آپ نے اس کی ترغیب بھی نہیں دی۔ ۱۷

وہابی کبھی عقلمند اور باشعور نہیں ہو سکتا

۱۷ :- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ - ۱۷ :- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸

۱۷ :- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ -

جواب :- میں کہتا ہوں کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ شعور سے یقیناً محروم ہوتا ہے۔ اگر وہابیوں کو شعور ہو تو وہا بیت سے توبہ کر لیں۔ گجراتی وہابی عنایت اللہ تو بالکل ہی بے شعور ہے۔ اس کو اتنا بھی شعور نہیں کہ بدعت حسنة کی تعریف محدثین نے جو کی ہے اور ہم اول کتاب میں اسے نقل کر آئے ہیں۔ کہ بدعت حسنة وہ ہے جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو۔ اور بدعت ضلالہ وہ ہے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

اس بے شعور نے جو دو روایتیں نقل کی ہیں، ان دونوں روایتوں میں جس جس نماز کا ذکر ہے وہ نماز بیشک بدعت ضلالہ ہے کیونکہ دونوں نمازوں کی ممانعت پر صریح نص موجود ہے۔

نماز عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت

حدیث دارمی نے سنن دارمی شریف میں ”لَا صَلَاةَ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا“ کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے کہ نماز عید سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں ہے۔

نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا ۚ

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے سے منع فرماتے سنا ہے۔

جب مذکورہ بالا دونوں نمازوں سے ممانعت ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما کا منع فرمانا بدعت ضلالہ سے ممانعت ہے لہذا یہ دونوں روایتیں گجراتی وہابی کو مفید نہیں۔

وہ امور جو قرآن و سنت کے ماتحت ہوں۔ ان کے ایجاد کرنے کی توجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رغبت دلائی ہے۔

مشکوٰۃ شریف کے محنتی نے حاشیہ مشکوٰۃ ۱ صفحہ ۲۷ پر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے حدیث نقل

ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے
اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا۔ اسے
جاری کر نیگا بھی اجر ملے گا۔ اور اس پر عمل
کر نیوالوں کے برابر بھی اجر ملے گا۔

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ
سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا
وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ
بِهَا. (المحدث)

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

راض | گجراتی وہابی دوسرا الزام لگاتا ہے کہ سنیوں کے نزدیک فقہ کے قانونی فیصلوں
کی بجائے اولیاء اللہ کے قول و عمل کو سند پکڑنا جائز ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ کی بھی
ہمیں جو کام پہلے سے ہو رہا ہے۔ وہ سند ہے۔ اس بات کی پرواہ نہیں۔ کہ وہ قرون خیر میں بھی
یا نہیں ملے۔

ب :- میں کہتا ہوں کہ اے بے شعور انسان تو نے بدعت حسہ کی لفظی میں کوئی قرآن یا سنت
القرآن سے سند پیش کی ہے۔ بلکہ اپنے انکار کی بنیاد بجائے فقہاء کرام کے اقوال کے صرف اور
ت حصور مجدد رعتی اللہ عنہ کے اقوال پر ہی رکھی ہے اگر یہ وہابی فقہاء کرام سے بدعت حسہ کا انکار
ت کر دے تو جو چاہے انعام لے۔

ہر اہم حلیم حلی نماز کی نیت زبان سے کر نیچے متعلق لکھتے ہیں۔

امام ابن الہمام نے بعض حفاظ سے نقل کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق
صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ

نَقَلَ ابْنُ الْهَمَّامِ عَنْ بَعْضِ الْحَفَاطِ
أَنَّهُ قَالَ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيقٍ صَحِيحٍ

۷ :- شجرہ بدعات صفحہ ۲

:- مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳

آپ نماز شروع کرتے وقت زبان سے
کچھ نہ کہتے تھے اور صحابہ اور تابعین سے بھی
منقول نہیں۔ بلکہ اثنا ثابت ہے کہ جب
آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے
زبان سے نیت کرنا بدعت ہے
لیکن عدم نقل اور اس کا بدعت ہونا
اس کے حسن ہونے کے منافی نہیں۔

وَلَا ضَعِيفٌ إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْإِفْتِيحِ
أَصَلِّيْ كَذَا وَلا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْمَتَابِعَةِ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِينَ رَضُوا
اللهِ عَلَيْهِمْ بَلِ الْمَنْقُولُ أَنَّهُ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَثُرَ وَ
هَذِهِ بِدْعَةٌ لَيْكِنَّ عَدَمَ النَّقْلِ
وَكَوْنَهُ بِدْعَةٌ لَّا يَنَافِي
كَوْنَهُ حَسَنًا۔

فقیرہ ابراہیم علی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی فرمادیا کہ ہر بدعت بُری نہیں بلکہ بعض حسن بھی
ہوتی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی وہابی کہے گا کہ فقہا بدعت حسنہ کے قائل نہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعتراف | گجراتی وہابی لکھتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک۔

بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز دینا۔ چڑھاوے چڑھانا سب جائز ہیں۔ اس سے
مصیبتیں دور ہوتی ہیں اور اولیاء اللہ کی نذریں نہ دینے سے مصیبتیں آتی ہیں۔
جواب :- اس مذکورہ بالا عنوان کے تحت وہابی نے فقہاء کی عبارتیں نقل کرتے ہیں پوری
پوری یہودیت کا ثبوت دیا۔ دراصل فقہاء نے نذر کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک نذر حرام ہے اور
ایک نذر جائز ہے۔ اس یہودی صفت وہابی نے نذر حرام والی عبارات تو نقل کر دیں۔ اور جو
نذر جائز ہے۔ وہ عبارتیں چھوڑ دیں۔ ہم دونوں عبارتیں نقل کر کے فیصلہ فقہاء پر ہی
چھوڑتے ہیں۔

وہ نذر جو حرام و باطل ہے

النَّذْرُ الَّذِي يَنْذُرُهُ أَكْثَرُ الْعَوَامِ عَلَى مَا هُوَ مُشَاهِدٌ. كَانَ يَتَكَوَّنُ
لِلنَّاسِ غَائِبًا أَوْ مَرِيضًا أَوْ لَهُ حَاجَةٌ فَيَأْتِي بَعْضَ الصُّلَحَاءِ فَيَجْعَلُ سِتْرَةً عَلَى رَأْسِهِ
فَيَقُولُ يَا سَيِّدِي فَلَا إِنْ رُدَّ غَائِبِي أَوْ عَوْفِي مَرِيضِي أَوْ قَضَيْتُ حَاجَتِي
فَلَكَ مِنَ الذَّهَبِ كَذَا - أَوْ مِنَ الْفِضَّةِ كَذَا - أَوْ مِنَ الطَّعَامِ كَذَا - أَوْ مِنَ الْمَاءِ
كَذَا - أَوْ مِنَ الشَّمْعِ كَذَا - أَوْ مِنَ النَّيْتِ كَذَا - فَهَذَا النَّذْرُ بِالإِجْمَاعِ.
ترجمہ :- وہ نذر جو اکثر عوام مانتے ہیں جیسے کہ دیکھا جاتا ہے وہ کسی غائب انسان یا مریض
یا حاجت کے لیے ہوتی ہے۔ حاجت مند کسی بزرگ کے (مزار) پر آتا ہے اور اس کے غلاف
کو سر پر ڈال کر کہتا ہے۔ اے فلاں اگر میرا گم شدہ واپس آجائے یا میرے مریض کو مرض سے عافیت
آجائے یا میری فلاں حاجت پوری ہو جائے تو تیرے واسطے اتنا سونا یا چاندی یا کھانا یا
بنی یا چراغ یا تیل میرے ذمہ ہے پس یہ نذر بالاجماع باطل ہے۔

وہ نذر جو جائز ہے | اللَّهُمَّ إِذَا نُ قَال يَا اللَّهُ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ إِنْ شَفَيْتُ
مَرِيضِي أَوْ رَدَدْتَ غَائِبِي أَوْ قَضَيْتُ حَاجَتِي أَنْ

طَعِمَ الْفُقَرَاءُ الَّذِينَ بِيَابِ السَّيِّدَةِ نَفِيسَةً أَوْ الْفُقَرَاءَ الَّذِينَ بِيَابِ إِمَامِ الشَّافِعِيِّ
وَالْإِمَامِ اللَّيْثِ أَوْ اشْتَرَعْتُ حَمِيرًا لِسَاجِدِهِمْ أَوْ زَيْتًا لِيُقَوِّدَهَا أَوْ دَرَاهِمًا لِمَنْ
يَقُومُ شَعَائِرَهَا إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ بِمَا يَكُونُ فِيهِ نَفْعُ الْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلَّهِ.....
يَحْوِزُ بِهَذَا الإِعْتِبَارِ عَلَيْهِ

ترجمہ :- اگر نذر ماننے والا یہ کہے کہ اے اللہ اگر تو مجھے شفا بخشے یا میرا گم ہوا مال واپس پھیر دے
یا میری حاجت پوری کر دے تو میں سیدہ نسیہ رضی اللہ عنہا کے آستانے کے فقرا کو کھانا کھلاؤں

۱ :- بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ . بعینہ رد المحتار (فتاویٰ شامی) جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ سطر ۳۲ -

۲ :- بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ . رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ بعینہ -

گایا ان فقراء کو جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کے آستانوں پر ہیں یا ان کی مساجد کے لیے مصلے یا ان کے جلانے کے لیے تیل یا وہاں کے خدام کو کچھ نقدی دوں گا۔ یا اسی طرح کی دیگر اشیاء جن میں فقراء کا فائدہ ہو اور نذر اللہ کے لیے ہو پس یہ نذر جائز ہے یہی نذر ہے جو حقیقتاً اولیاء اللہ کے لیے مانی جاتی ہے۔ کیونکہ نذر ماننے والوں کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے کہ میں اپنی نذر کی اشیاء کو فلاں ولی اللہ کے متعلقات پر صرف کروں گا۔ متعلقات میں ولی اللہ کا مزار اور خدام اور زائرین مہمان بھی داخل ہیں۔

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلأَوْلِيَاءِ يُوقَدُ عِنْدَ قُبُورِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَحُبَّةً فِيهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ
ترجمہ:- اولیاء کی محبت اور تعظیم میں ان کی قبور کے پاس شمع روشن کرنے یا تیل کی منت ماننا جائز ہے۔

یہ ہی بزرگ فرماتے ہیں۔

كَذَلِكَ نَذْرُ الدَّرَاهِمِ وَالذَّنَائِيرِ الأَوْلِيَاءِ بِأَنْ تُصْرَفَ عَلَى فَقَرَاءِهِمْ الْمُجَابِرِينَ عِنْدَ قُبُورِهِمْ أَمْرٌ جَائِزٌ
ترجمہ:- اسی طرح اولیاء کے مزارات کے مجاوروں پر صرف کرنے کے لیے درہم اور دینار کی نذر ماننا جائز ہے۔

اور نکتہ سب عامیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ محمد بیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ان البقرۃ المندودة لاولیاء
کما هو الرسم فی
اولیاء کے لیے نذر مانی ہوئی گائے جیسا
کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے حلال اور

زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ ۱۰

طیب ہے ۔

مسئلہ نذر میں فقہاء کرام کا فیصلہ ملاحظہ ہو اور ان وہابیوں کی بک بک پر ہزار بار نفیوں کو

گجراتی وہابی کا دہل اور فریب

گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے ۔

اولیاء اللہ جس طرح چاہیں دنیا میں تصرف کرتے ہیں جو چاہیں دیں نہ دیں ساری

خدائی ان کے قبضے میں ہے جسے چاہیں دیں ۔ ۱۰

اس عنوان کے نیچے وہابی لکھتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یوں نصیحت فرمائی ۔

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعْنِ بِاللَّهِ ۔

جب بھی تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب بھی تو مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے اگر سب لوگ تجھے نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو ہرگز ذرہ

برابر بھی نفع نہیں پہنچا سکتے ۔ مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ تیرے لیے مقدر فرما چکے ہیں ۔ ۱۰

جواب :- میں کہتا ہوں کہ گجراتی وہابی کی نقل کردہ عبارت سے انبیاء اللہ اور اولیاء کرام کے

تصرف کی نفی نہیں ہوتی ۔ بلکہ تصرف باذن اللہ کا ثبوت ہے ۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں ۔

إِنَّ الْأُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلَىٰ أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ

اللَّهُ لَكَ ۱۰

ترجمہ :- بیشک اگر تمام مخلوق جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو نہ پہنچا سکیں گے ۔ مگر اتنا ہی

جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقرر فرما دیا ہے ۔

لہذا بے غیر اذن اللہ تصرف کی نفی ہے نہ کہ باذن اللہ کی ۔

۱۰ :- شجرہ بدعات ص ۲۵ ۔

۱۱ :- تفسیرات احمدیہ ص ۳۹ ۔

۱۲ :- مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۵۳ ۔

۱۳ :- شجرہ بدعات ص ۲۵ ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پاک صرف فتوٰ کَلَّ عَلَيَّ اللّٰہ کی تفسیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر کبر و سر رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ سرے سے مخلوق خدا کے آگے سوال کرنا اور مخلوق خدا سے استعانت حرام ہے۔

مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فِئْتِ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ**۔

ترجمہ :- مالداروں کے مالوں میں سوالیوں اور محروموں کا حق ہے۔

اور فرماتا ہے۔ **لَا يَسْئَلُونَ النَّاسَ اِلْحَافًا**۔

ترجمہ :- (صابر قسم کے فقراء) سرسری طور پر تو سوال کر لیتے ہیں، مگر مسؤل غنہ کے گلے نہیں چمٹتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید ہے۔ **اَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْ**۔

ترجمہ :- اے محبوب کسی سائل کو بھی محروم نہ رکھیں۔

اب ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اِبْنِ الْفَرَّاسِيِّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْئَلُ

يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَاِنْ كُنْتَ لَا يَدْفَعُ سَائِلَ الصَّاحِبِ

ترجمہ :- حضرت ابن فراسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول مجھے مانگ لینے کی اجازت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ۔ اور

اگر کوئی چارہ نہ ہو تو صالحین سے سوال کر لیا کرو۔

کیا اب بھی کوئی وہابی کہے گا کہ مخلوق سے سوال حرام ہے۔ اے مسلمانو! دیکھ لو ہم بیچاروں

کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء کے دروازوں پر جانے کی اجازت مرحمت فرمادی ہے۔

۱۔ پارہ ۲۶ سورۃ الذریت آیت ۱۸۔ ۲۔ پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۶۲۔

۳۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔

۴۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔

مسئلہ استعانت لغير اللہ تعالیٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا غیر وہ ہے جسے بارگاہِ خداوندی سے نسبت نہ ہو۔ عبارت آپ کی یہ ہے۔

نسبت بدرگاہ اور ندادا دوستان وے و مقربان وے داخل غیر نیستند و توجہ بالیشان باین حیثیت عین توجہ بحضرت اوست۔^۱

ترجمہ: غیر اللہ وہ ہے جسے بارگاہِ الہی سے نسبت نہ ہو۔ لیکن اللہ کے دوست اور اس کے مقرب غیر خدا کی صفت میں داخل نہیں، اس لیے ان کی طرف توجہ کرنا عین اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے۔

مسئلہ استعانت لغير اللہ تعالیٰ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں۔

مطلق استعانت غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اسی شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا خدا تعالیٰ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے کرے اور اس غیر کو مظہر عون الہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے انبیاء اور اولیاء نے بھی اس طرح کی استعانت غیر کے ساتھ کی ہے۔^۲

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء سے استعانت غیر خدا سے استعانت نہیں۔ گجراتی وہابی نے بزعم خویش اپنے مقصد کو مفید سمجھ کر علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے۔

ساری مخلوق خواص و عوام سارے نبی سب اولیاء اور ساری امت اگر سب مل کر بھی

۱: شرح فتوح الغیب صفحہ ۹۰ - ۲: تہذیب تفسیر عزیزی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۹-۱۰

تھے دین یا دنیا کا مقصود اس فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس کی وہ سب طاقت نہیں رکھتے۔
 میں کہتا ہوں کہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول وہابی کو نافع نہیں۔ کیونکہ اس عبارت میں
 اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نفع پہنچانے کی نفی ہے باقی رہا باذن اللہ نفع پہنچانا۔ یہی علی قاری
 رحمۃ اللہ علیہ نزہۃ الخاطر میں قطب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔
قطب وقت کی تعریف کائنات کے والی بنانے اور معزول کرنے کا اختیار
 رکھتا ہو۔^۲

یعنی قطب کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی سلطنتوں کے رد و بدل کرنے
 کا باذن اللہ مختار ہو۔

گجراتی وہابی کا دلیل و فریب

اعتراف گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا ہے۔
 درحقیقت خدا کے سوا نہ کوئی کچھ کرنے والا ہے نہ حرکت و سکون دینے والا ہے۔
 نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں کچھ اچھائی ہے نہ برائی، نفع و نقصان، بخشش و محرومی، کشائش و
 بندش، موت و زندگی، عزت و ذلت، دولت مندی اور غربت اس کے سوا کسی کے قبضہ
 میں نہیں۔^۳

جواب :- میں کہتا ہوں جس شخص میں کچھ بھی دیانت ہو وہ کبھی وہابی نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ بالا عبارت
 فتوح الغیب مقالہ ۱۸ کی ہے، اسی کتاب فتوح الغیب کے مقالہ ۱۶ میں غوث اعظم رضی اللہ
 عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْقَوَا اللّٰهُ
 وَيُعَالِمُكُمْ اللَّهُ ثُمَّ يَرْدُّ عَلَيْكَ
 اللہ تعالیٰ سے ڈرو تم کو اللہ تعالیٰ
 سکھائے گا پھر زمانہ تیرے سامنے ہوگا

۱ :- مرقات عزیزی جلد ۵ صفحہ ۹۱ بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵ - ۲۶ :- نزہۃ الخاطر مترجم صفحہ ۹۴ -
 ۳ :- فتوح الغیب و نزہۃ الخاطر بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵ -

التَّكْوِينُ فَتَكُونُ بِالْإِذْنِ الصَّرِيحِ
الَّذِي لَا غَيْرَ عَلَيْهِ -

اور پھر ظاہراً تجکو عمل کی اجازت ہوگی جس
پر شبہ کا غبار نہیں ہوگا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں۔

تقویٰ کنید خدا تعالیٰ را و نگاہ داشت امر وہی او و میدانانند خدا تعالیٰ احکام را کہ متضمن مصالح
شماست در دنیا و آخرت . بعد از ان رد کرده میشود بر تو د سپردہ میشود . تو بہت کردن و پیدا
گردانیدن کائنات و تصرف دادہ میشود ترا در دو عالم . اے
ترجمہ :- (اے سالک) اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس کے امر وہی کا خوب خیال رکھو اللہ تعالیٰ
تجھے ایسی باتوں کی تعلیم دیگا جن میں تیرا دنیا و آخرت کا نفع ہو۔ پھر کائنات کو زندہ اور پیدا کرنے
کی قدرت تجھے دیگا۔ اور جہان میں تصرف کا اختیار بھی دے گا۔
اسکے چند سطر بعد غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي بَعْضِ كُتُبِهِ يَا ابْنَ آدَمَ اَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اَنَا قَوْلُ
لِشَيْءٍ كُنْ فَيَكُونُ اَطْعَمَنِي اَجْعَلْكَ تَقُولُ لِشَيْءٍ كُنْ فَيَكُونُ اَسْ
ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے بعض آسمانی کتب میں فرمایا۔ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا
کوئی معبود نہیں میں کسی شے کو جب کہتا ہوں ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری اطاعت کر میں تجھے
یہ صفت عطا کروں گا کہ تو کسی چیز کو کہے ہو جا پس وہ ہو جائے گی۔
اے ایمان والو! سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ سے ثابت ہوا کہ
اولیاء کاملین کو جہان میں پورا پورا تصرف عطا ہوتا ہے بلکہ لفظ کُن کہہ کر کسی چیز کو عدم سے وجود
میں بھی لاسکتے ہیں۔

گجراتی وہابی کا دلیل و فریب ۱۲

اعترض

گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ ان اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کل علم غیب کے مالک ہیں، غیب دانی ان کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے بعض خاص بندوں کو بعض غیب پر باختیار خود مطلع کر دیں یا خبر دے دیں تو اس اطلاع علی الغیب، اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے کیونکہ علم کا لفظ جب غیر کی طرف مضاف ہو تو قرآن مجید میں بجز ذاتی کے کہیں نہیں آتا۔ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں۔ یہ ہوتا ہی ذاتی ہے۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ یہ گجراتی وہابی تو اجمہل قسم کا انسان ہے۔

دلیل اول گجراتی وہابی کا اہلسنت پر صریح بہتان

پہلے تو اہل سنت بریلویوں پر یہ بھوٹ باندھا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کل علم غیب کے مالک ہیں یعنی کل علم غیب ہر ایک نبی اللہ کے قبضہ میں ہے حالانکہ اہل سنت میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں نہ ہی کوئی وہابی اس بات کو ابا برین اہل سنت سے ثابت کر سکتا ہے۔ آگے چل کر اس وہابی نے خود ہی اس الزام کی تردید کر دی کہ ان کا عقیدہ ہے کہ غیب دانی انبیاء کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات دریافت کر لیں اب اس جاہل سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ کل انبیاء اللہ علم غیب کے مالک ہیں یعنی ان کا علم غیب پر قبضہ ہے پھر ان لوگوں کا یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیاء جب چاہیں غیب دریافت کر سکتے ہیں کیونکہ جو چیز قبضہ میں ہو اس کا دریافت چہ معنی دارو۔

دلیل دوم غیب اور علم غیب کی نفس بحث

گجراتی وہابی کا یہ کہنا کہ اطلاع علی الغیب، اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے، اس کا وہابی کو اتنا بھی شعور نہیں کہ غیب اور علم غیب میں کیا فرق ہے۔ پورے قرآن میں ایک

بھی آیت ایسی نہیں جو یہ کہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ عالم علم الغیب ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔
اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں، خود فرماتا ہے۔

۱۔ قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ ۖ فَرَمَادِ كَيْفِيَّةِ بِيْشِكْ غَيْبِ اللّٰهِ كَيْفِيَّةِ لِيْهِ هِيَ ۖ يٰهِيَ فَرَمَادِ كَيْفِيَّةِ كَيْفِيَّةِ
عالم غیب اللہ ہی کے لیے ہے۔ غیب اور علم غیب کا فرق ملحوظ رکھیں۔

۲۔ لِلَّهِ الْغَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
نہیں فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم اللہ ہی کو ہے۔

۳۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ بِيْشِكْ اللّٰهِ جَانِنِ وَاللّٰهِ هِيَ آسْمَانُ اُور زَمِيْنِ
کے غیب کا۔ یہاں بھی یہ نہیں فرمایا۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ کہ بیشک
اللہ عالم ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کے علم کا۔

۴۔ إِنَّ اللَّهَ لَعَلَّمُ الْغَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ بِيْشِكْ اللّٰهِ جَانِنِ هِيَ آسْمَانُ اُور زَمِيْنِ كَيْفِيَّةِ
غیب کو یہاں لَعَلَّمُ غَيْبُ ہے نہ کہ لَعَلَّمُ غَيْبُ۔

ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔

عَالَمُ الْغَيْبِ اُور عَالَمُ الْغَيْبِ كَيْفِيَّةِ لِيْهِ كَيْفِيَّةِ

کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں، کیونکہ مُعَلَّمُ اُور مُتَعَلَّمُ کی درمیانی نسبت
کو تعلیم کہتے ہیں۔ اس لیے عالم الغیب ہونا ذات باری تعالیٰ کا خاصہ ہے کیونکہ نہ اس کا کوئی مُعَلَّمُ
ہے اور نہ اللہ تعالیٰ مُتَعَلَّمُ ہے۔

عالم علم الغیب ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم دینے والا
ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تعلیم پانے والے ہیں تعلیم دینے والے اور تعلیم پانے والوں
کی درمیانی نسبت تعلیم ہے لہذا عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عالم علم الغیب انبیاء

۱۰ سورہ یونس آیت ۲ پارہ ۱۱۔ ۱۱ سورہ ہود آیت ۱۲۳ پارہ ۱۳۔

۱۲ سورہ فاطر آیت ۳۸ پارہ ۲۲۔ ۱۳ سورہ الحجرات آیت ۱۸ پارہ ۲۶۔

علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اے ایمان والو! خوب یاد رکھو قرآن مجید میں عالم الغیب کی لفظی تو تمام مخلوق سے کی گئی ہے لیکن عالم علم الغیب کی لفظی سے انبیاء علیہم السلام مستثنیٰ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۗ اللَّهُ نَزَّلَ عَلَيْكَ دِيۡنًا جَدِيۡدًا ۗ تَجَانَّتْ عَلَيْكَ ۗ اب اس آیت مبارکہ کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

۱۔ تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۳۵۷ طبع جدید۔ لاہور

مِنۡ اُمُوۡرِ الدِّيۡنِ وَالشَّرَآئِعِ اَوْ مِّنۡ خَفِيَّاتِ الْاُمُوۡرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوۡبِ
اللہ نے تعلیم دی تمہیں دینی معاملات کی یا غیبی معاملات اور دلوں کے رازوں کی۔

۲۔ تفسیر السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۲۳۲

رَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، غَيْبًا وَشَهَادَةً مِّنۡ اَحْوَالِ الدِّيۡنِ وَالدُّنْيَا
دین اور دنیا کے نہاں اور عیاں کا علم عطا فرمایا۔

۳۔ تفسیر ابن جریر جزء ۵ صفحہ ۲۷۵

رَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِّنۡ خَبْرِ الْاَوَّلِيۡنَ وَالْآخِرِيۡنَ وَمَا كَانَ وَمَا
هُوَ كَائِنًا۔

تعلیم دیں آپ کو پہلوں اور کھچلوں کی خبریں اور جو ہو چکا اور جو ہو گا۔

۴۔ تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۵۶۴

رَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِّنۡ خَفِيَّاتِ الْاُمُوۡرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوۡبِ
تعلیم دی آپ کو غیبی معاملات کی اور دلوں کے رازوں کی

۵۔ سورۃ النساء آیت ۱۱۳ پارہ ۵۔

۵۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۲۰

(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ عَلَّمَهُ اللَّهُ بَيَانَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت کا علم عطا کیا۔

۶۔ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر حازن جلد ۱ صفحہ ۵۹۶

(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) قِيلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ .

کہا گیا ہے کہ تعلیم دی آپ کو علم غیب کی۔

۷۔ تفسیر جلالین شریف صفحہ ۸۵

تعلیم دی آپ کو احکام اور غیب کی۔

۸۔ حاشیہ صاوی علی الجلالین جلد ۱ صفحہ ۲۱۳

(وَالْغَيْبِ) أَيُّ عِلْمِ الْغَيْبِ وَهُوَ مَا غَابَ عَنَّا .

آپ کو علم غیب کی تعلیم دی اور غیب وہ ہے جو ہم سے چھپا ہے۔

نوٹ :- یہاں سے گجراتی و بانی کے اس قول کا بھی رد ہو گیا۔ جو کہتا ہے کہ جو بات بتا دی جائے وہ غیب نہیں کہلاتی۔ علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فیصلہ کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن مُغِيبَات پر اطلاع دے دی گئی ہے، اگرچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو غیب نہ رہی لیکن اُمت کے حق میں تو پھر بھی وہ غیب ہی ہے۔

علم غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

(قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا) كَانَ رَجُلًا يَعْلَمُ عِلْمَ الْغَيْبِ قَدْ عَلِمَ ذَلِكَ

حضرت خضر علم غیب جاننے والا انسان تھا، اس لیے اس نے یہ جان لیا کہ موسیٰ علیہ السلام

میرے ساتھ صبر سے نہ رہ سکیں گے۔

قَالَ مُوسَى بَلَى (قَالَ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا) أَحَى

إِنَّمَا تَصْرِفُ ظَاهِرًا تَرَى مِنَ الْعَدْلِ وَلَمْ تُحِطْ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ بِمَا أَعْلَمُ .

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ صبر کروں گا۔ حضرت نے کہا ایسی باتوں پر کیسے صبر کر سکو گے۔ جن کا آپ کو علم نہیں یعنی آپ تو ظاہری عدل اور انصاف کے جاننے والے ہیں۔ لیکن جو علم غیب میں جانتا ہوں، اس کی آپ کو خبر نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حضرت علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ علم غیب جاننے والا انسان تھا، اور وہابیوں کو سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہتے ہوئے موت پڑتی ہے کہ آپ علم غیب جاننے والے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اگرچہ حدیث موقوف ہے لیکن یہ حکماً مرفوع ہے کیونکہ زمانہ گذشتہ کی خبر ہے جس میں اپنے اجتہاد اور رائے کو کوئی دخل نہیں۔

علم غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے

وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں بالکل بیہودہ بات اور قرآن کے خلاف ہے کیونکہ مخلوق خدا میں کوئی صفت ذاتی نہیں۔ اندھے بھی جانتے ہیں کہ مخلوق کا ہر فضل و کمال عطائے خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) اے محبوب ہم نے آپ کو ہر چیز کثرت سے عطا فرمائی ہے۔

سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔

أَوْثَيْتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْخَمْسَ۔

ترجمہ: مجھے سوائے پانچ چیزوں کے (جو ان اللہ عندها علم الساعة) (الآیتہ) میں مذکور ہیں، باقی تمام اشیاء کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان | علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

۱۔ تفسیر ابن جریر پارہ ۵ ص ۲۸۰۔ ۲۔ سورہ کوثر پارہ ۳ آیت ۱۔

إِنَّهُ أَعْلَمُهَا يَعِدُ هَذَا الْحَدِيثِ - بیشک اس فرمان کے بعد مذکورہ پانچ چیزوں کا علم بھی دے دیا گیا۔

علامہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان | اسی طرح علامہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔
(قَوْلُهُ إِذَا الْخُمْسُ) ثُمَّ أَعْلِمَ بِهَا بَعْدَ ذَلِكَ اس کے بعد ان پانچوں کا علم بھی

دیا گیا۔
گجراتی و ہابی نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم غیب کی نفی پر مندرجہ ذیل آیت سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱۰ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ

شاہ عبدالقادر دہلوی بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔
کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا جو کوئی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں چھپی بات کو جو آپ کے
میں ہے یعنی فرشتے اور جن اور آدمی ان سب سے کسی کو بے تعلیم الہی غیب کی خبر نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ
ہی کو ہے جو وہی خود بخود جانتا ہے غیب کی خبر اور خدا کے سوا کوئی خود بخود نہیں جانتا۔
معلوم ہوا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک علم غیب کی دو ہی قسمیں ہیں۔
ذاتی اور عطائی اسی لیے مفسرین نے علم غیب کی نفی والی آیات سے نفی علم غیب ذاتی ہی مراد لی ہے۔
آیت ۱۰ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ط وَكُنْتُ أَعْلَمُ
الْغَيْبَ لَا سَتَكُنْتُ مِنَ الْخَيْرِ
کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مالک نہیں ہوں میں خود بخود اپنی ذات کے نفع

- ۱۔ شرح جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۶۹ ۔ ۲۔ حاشیہ جامع صغیر صفحہ ۶۹
۳۔ سورہ العمل آیت ۶۵ پارہ ۲۔ ۴۔ تفسیر موضح القرآن صفحہ ۲۰۲
۵۔ پ الاعراف آیت ۱۸۸ ۔

یا ضرر کا۔ مگر جو چیز کہ چاہے خدا تعالیٰ کہ تعلیم کرے مجھ کو۔ اور اگر ہوتا میں کہ جانتا میں غیب کو لیے تعلیم خدا کے۔ البتہ زیادہ کرتا میں مال اور نفع سے۔

یہی شاہ عبدالقادر صاحب سورۃ لقمان کی آخری آیت میں علوم خمسہ کی مخلوق سے نفی کی گئی ہے اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

تحقیق بذات اللہ ہی کے نزدیک ہے قیامت کے وقت کا جاننا اور بھیجنا ہے مینہ جس وقت اور جس جگہ مقرر اور متعدد ہے اور بذات جانتا ہے جو کچھ ارحام میں ہے۔ بیٹا اور بیٹی۔ اور کوئی نفس بذات نہیں جانتا کہ کس جگہ مرے گا۔ اور کس وقت مرے گا۔ تحقیق اللہ جاننے والا ہے ان باتوں کا۔ خبردار اور واقف ہے غیب کا۔

یہ تفسیر کہ علم غیب کی مخلوق سے نفی والی آیات نفی ذاتی کی ہے نہ کہ عطائی کی، صرف شاہ عبدالقادر صاحب نے ہی نہیں کی بلکہ محدث ابن کثیر بھی لکھتے ہیں۔

محدث ابن کثیر بھی علم غیب عطائی کو مانتے ہیں۔

(علوم خمسہ) علم غیب کی کنجیاں میں جب تک علم اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطہ خاص کیا ہے پس ان کو خود بخود کوئی نہیں جان سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ

هَذِهِ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ الَّتِي
اسْتَأْثَرَ اللَّهُ بِعِلْمِهَا
فَلَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ
إِلَّا بِعَدَا عِلْمِهِ تَعَالَى

کے بتانے کے بعد جان سکتا ہے۔

محدث ابن کثیر نے بھی ثابت کر دیا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عطائی۔ اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم عطائی کی نفی کر دی جائے تو علم ذاتی خواہ مخواہ ثابت ہوگا۔ کیونکہ انبیاء اللہ عالم تو ضرور ہیں لیکن کسی بھی فرد کو ذاتی علم ثابت کرنا صریح شرک و کفر ہے۔

ایمان والو! یاد رکھو۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا اور آہرت کا علم تو ضرور ہے جیسا کہ ہم تفاسیر سے ثابت کر لے ہیں۔ اگر یہ علم عطائی نہیں تو ذاتی ثابت ہوگا جو کہ صریح کفر ہے

۱۵ :- موضع القرآن صفحہ ۱۹۳

۱۶ :- تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۳

اگر ذاتی نہیں تو عطائی ثابت ہوگا۔ جو عین ایمان ہے۔
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے ذاتی علم ماننا تو باتفاق امت کفر ہے لیکن وہابیہ کے نزدیک
علم عطائی بھی کفر ہے۔

بقول وہابیہ قرآن پاک پر ایمان کفر ہے

عنایت اللہ گجراتی وہابی کا پیر بھائی ملاں نور محمد ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ لکھتا
ہے: "بیشک رسول اللہ صلعم کو عالم الغیب عطائی ماننا بھی کفر ہے" ۱۷
غلام اللہ نپٹودی مفسرین اہل سنت پر بہتان باندھتا ہوا لکھتا ہے۔
"حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب نہ تھے نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر"۔
ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک قرآن کریم پر ایمان رکھنا کفر ہے کیونکہ قرآن کریم انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے عطائی علم غیب کا واضح طور پر اعلان فرما رہا ہے۔

علم غیب عطائی کے متعلق آیات قرآنیہ

آیت ۱ | وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ
مَنْ يَّشَاءُ وَرَبُّهُ

اور نہیں ہے خدا ایسا کہ تم کو خبردار کرے غیب کی بات پر لیکن خدا تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے
پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ (یعنی غیب پر خبردار کرنے کے لیے) ۱۷
آیت ۲ | عَالِمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رُّسُولٍ (الانبیاء)
خدا تعالیٰ چھپی باتوں کا اور چھپے کاموں کا جانتے والا ہے پھر واقف اور ظاہر

- ۱۷ :- صاعقۃ الرحمن صفحہ ۱۳ ۔ ۱۸ :- تفسیر جواہر القرآن جلد ۱ صفحہ ۲۲ ۔
۱۹ :- سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹ پارہ ۱۷ ۔ ۲۰ :- موضع القرآن صفحہ ۲۷ ۔
۲۱ :- سورۃ جن آیت ۲۶، ۲۷، ۲۸ پارہ ۲۹ ۔

نہیں کرتا، اور اپنے چھپے کاموں کے کسی ایک کو بھی، مگر اسے جسے پسند کرے اور جس سے پتھر سے راضی اور خوش ہو، تو اسے خبر دیتا ہے غیب کی۔

آیت ۳ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ (آیۃ) بوجہ ہمارے تعلیم دینے کے آپ صاحبِ علم تھے۔

آیت ۴ سیدنا یوسف علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَآتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (آیۃ) ترجمہ: جب آپ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے انہیں حکومت اور علم عطا کیا قیدیوں کو خراب کی تعبیر دینے کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

آیت ۵ | ذَا لِكَمَامٍ مَّا عَلَّمْنِي رَبِّي (آیۃ) یہ وہ ہے جو مجھے میرے رب نے تعلیم فرمائی ہے۔

آیت ۶ حضرت داؤد علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّهُ اللَّهُ الْمَلِكُ وَالْحَكِيمُ وَعَلَّمَهُ مَقَائِشَ (آیۃ) ہم نے داؤد کو سلطنت اور حکمت عطا کی اور علم عطا کیا جو چاہا۔

آیت ۷ حضرت خضر علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اَتَيْنَاهُ كَحَمَلٍ مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِمَّنْ لَدُنَّا عِلْمًا (آیۃ)

ترجمہ: ہم نے اسے اپنی طرف سے رحمت عطا کی اور اپنے غیبی خزانے سے علم عطا فرمایا۔

آیت ۸ حضرت لوط علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | وَكَوْطًا اَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (آیۃ)

ترجمہ: لوط کو ہم نے دانائی اور علم عطا فرمایا۔

آیت ۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ سورۃ القرآن صفحہ ۶۰۱۔

۲۔ سورۃ یوسف آیت ۲۲ پارہ ۱۲۔

۳۔ سورۃ یوسف آیت ۳۴ پارہ ۱۲۔

۴۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۱ پارہ ۲۔

۵۔ سورۃ الانبیاء آیت ۵۴ پارہ ۱۴۔

لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۗ

ترجمہ: جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور پورے زور پر آئے ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زیادتی علم کی دعا کرنا

ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادتی علم کی دعا کرنے کو کہا گیا۔

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۗ

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے مزید علم عطا فرما۔

لہذا وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں سراسر جہالت ہے۔

گجراتی وہابی کا دلیل و فریب ۳

اعتراف | گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

وَذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ نَصْرِيًّا بِالتَّكْفِيرِ بِإِعْتِقَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ بِمَعَارَضَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۗ

ترجمہ: حنفی فقہانے صراحت کے ساتھ اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب رکھتے تھے کیونکہ یہ اعتقاد قرآن پاک سے ٹکراتا ہے۔
جواب: گجراتی وہابی نے شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کرنے میں یہودیت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے کہ ناقابل کی عبارت نقل نہیں کی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ علم عطائی ماننا کفر نہیں بلکہ علم غیب ذاتی ماننا کفر ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

مسامرہ کی اصل عبارت جو وہابی خائن نے نقل نہیں کی۔

۱۰: قصص آیت ۱۴۱ پ ۲۔ ۱۱: سورہ طہ آیت ۱۱۳ پارہ ۱۶۔

۱۲: شرح فقہ اکبر بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۴۔ ۱۳: شجرہ بدعات صفحہ ۲۴۔

فَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ مِنْهَا رَأَى مِنَ الْمَغِيَّبَاتِ إِلَّا مَا عَلَّمَهُ بِهِ أَحْيَانًا ۖ

نبی اللہ کو مغیبات کا علم نہیں ہوتا۔ مگر جو اللہ تعالیٰ اسے بتاتا ہے۔

شرح فقہ اکبر علی قاری کی عبارت جو وہابی کی خیانت کی بھینٹ چڑھ گئی۔

ثُمَّ اَعْلَمُ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يَعْلَمُوا الْمَغِيَّبَاتِ مِنَ

الْأَشْيَاءِ إِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللَّهُ أَحْيَانًا ۖ

ترجمہ :- پھر تو جان لے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب اشیاء کو نہیں جانتے مگر جن کا اللہ تعالیٰ انہیں علم عطا فرمائے۔

مسامرہ شریف اور شرح فقہ اکبر شریف کی عبارت سے پتہ چلا کہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطائی علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ قرآن و

سنت کے مطابق ہے عَالِمٍ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خود فرماتے ہیں

وَاللَّهِ اِخْتِ لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا عَلَّمَنِي رَبِّي ۖ

قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعتراض | گجراتی وہابی نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی نقل کیا ہے کہ

جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم رکھتے ہیں۔ وہ کافر ہے، کیونکہ علم غیب کی صفت خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

جواب | میں کہتا ہوں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حکم اسی شخص کا ہے جو علم غیب ذاتی کا اعتقاد رکھتا ہے کیونکہ علم غیب عطائی تو آپ اولیاء کو بھی مانتے ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان

۱۵ :- شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۱۔

۱۶ :- مسامرہ صفحہ ۲۳۵۔

۱۷ :- مرآة الحقیقة بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵۔

۱۸ :- مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰۔

اِذَا طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاكَ
 مِرَاةً تَبْصُرُ فِيهَا كُلَّ شَيْءٍ مِنْ
 مَجَابِبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۱۰
 جب تو صدق کے ساتھ اللہ کا طالب ہوگا
 وہ تجھے ایک آئینہ عطا کرے گا جس میں تو دنیا اور
 آخرت کے کل عجائبات کو دیکھے گا۔
 لیجئے جناب وہابی صاحب عطائی علم کلی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک ولی صادق
 کے لیے ثابت کر دیا۔

بحر الرائق کی پوری عبارت اور گجراتی وہابی صاحب کی یہودیت یعنی جبل و فریب ۱۵

الغرض | گجراتی وہابی نے بحر الرائق کی عبارت میں خیانت کر کے نجومیوں اور رملیوں کا حکم انبیاء
 علیہم السلام پر چڑھ دیا۔ لکھتا ہے :-
 اِنْ اِدْعَا ظَنَّ الْغَيْبِ حَدَامٌ وَّلَيْسَ بِكُفْرٍ بِنَخْلَافٍ اِنْ اِدْعَا عِلْمُ الْغَيْبِ فَاِنَّهُ
 كُفْرٌ ۱۱

ترجمہ :- یعنی اگر کوئی شخص ظن الغیب کا دعویٰ کرے تو یہ حرام ہوگا۔ اور کفر نہیں ہوگا۔
 اگر علم الغیب کا دعویٰ ہو تو پکا کافر ہے۔ ۱۱
 جواب | بحر الرائق کی اصل عبارت یہ ہے :-

ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي شَرْحِ الْمُسْلِمِ اَنْ ظَنَّ الْغَيْبِ جَائِزٌ كَظْنِ الْمُنْجِمِ
 وَ الرَّقَالِ بِوَقْعِ شَيْءٍ فِي الْمُسْتَقْبَلِ بِتَجْرِبَةٍ اَوْ عَادِيٍّ فَهُوَ ظَنٌّ
 صَادِقٌ الْمَمْنُوعُ هُوَ اِدْعَا عِلْمِ الْغَيْبِ وَالظَّاهِرُ اِنْ اِدْعَا ظَنَّ الْغَيْبِ
 حَدَامٌ وَّلَيْسَ بِكُفْرٍ بِنَخْلَافٍ اِدْعَا عِلْمِ الْغَيْبِ فَاِنَّهُ كُفْرٌ ۱۲
 ترجمہ :- شرح مسلم میں علامہ قرطبی نے یہ ذکر کیا ہے کہ غیب کا ظن کر لینا بیشک جائز
 ہے جیسا کہ نجومی اور رملی اپنے تجربہ کی بناء پر آئندہ ہونے والی بات کا گمان کر لیتا ہے۔ پس یہ

۱۰ :- غنیۃ الطالبین عربی آخری سطر مترجم فارسی صفحہ ۱۹۵ - ۱۰ :- بحر الرائق بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۱ -

۱۱ :- بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۶ -

گمان مساوق ہے ممنوع تو علم غیب کا دعویٰ ہے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی کہ (بخومی وغیرہ کے لیے گمان غیب تو جائز ہے مگر اپنے گمان غیب کا دعویٰ اس کے لیے حرام ہے کفر نہیں بخلاف اس کے (کہ کوئی بخومی رملی وغیرہ) علم غیب جاننے کا دعویٰ کرے یہ کفر ہے۔ اے ایمان والو! یہ ہے ان وہابیوں کی بددیانتی کہاں۔ نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عطائی علم غیب کا عقیدہ رکھنا اور کہاں بخومی وغیرہ کا دعویٰ علم غیب جس کے کفر ہونے میں کسی کو بھی شک نہیں۔

وہابی کا فتاویٰ قاضی خاں سے استدلال

گجراتی وہابی نے فتویٰ قاضی خاں کی ایک عبارت سے بھی استدلال کیا ہے۔ لکھتا ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اگر کوئی شخص نکاح کرے اور اللہ ورسول کو گواہ بنا دے تو اس کا نکاح باطل ہے اور وہ کافر ہے آگے فرماتے ہیں کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا اعتقاد رکھا، اور وہ جو زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے موت کے بعد کس طرح جان سکتے ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں کی پوری عبارت یہ ہے

رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِغَيْرِ شُهُودٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ خَدَايَا بِنِصَامِي
وَالْغَوَاةُ كَرِيمٌ قَالُوا أَيْكُونُ كُفْرًا لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْلَمُ الْغُيُوبَ وَهُوَ مَا كَانَ يَعْلَمُ الْغُيُوبَ حِينَ كَانَ فِي الْحَيَاةِ فَكَيْفَ
بَعْدَ الْمَوْتِ ۝

ترجمہ :- مرد نے عورت کے ساتھ بغیر گواہوں کے نکاح کیا۔ مرد اور عورت نے کہا خدا اور بغیر کوسم گواہ کرتے ہیں، لوگوں نے کہا کہ یہ کفر ہے کیونکہ اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۹ . ۲۔ قاضی خاں بجاشیہ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۵۷۶

غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ دنیاوی زندگی میں غیب نہ جانتے تھے، بعد وفات کس طرح جان سکتے ہیں۔

اسکے جواب میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

إِنَّهُ لَا يُكْفَرُ لِأَنَّ الْأَشْيَاءَ تَعْرِضُ عَلَى رُوحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَّ الرَّسُولَ يَعْرِفُونَ بَعْضَ الْغَيْبِ قَالَ تَعَالَى عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ
أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ - يَلْذُكَرُ وَافِي كِتَابِ الْعُقَايِدِ أَنْ هِيَ
جُمْلَةُ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ الْأَوْطِلَاعِ عَلَى بَعْضِ الْمَغْيِبَاتِ ۱۷

ترجمہ:- بیشک اس مرد کی تکفیر نہ کی جائے، کیونکہ اشیاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے پیش کی جاتی ہیں، اور بیشک رسول کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
بعض غیب جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ عالم الغیب پس اپنے غیب پر
رسولوں کے سوا کسی کو اطلاع نہیں دیتا، بلکہ علماء کرام نے عقائد کی کتابوں میں ذکر کیا ہے،
کہ اولیاء کی کرامات میں سے بعض مغیبات پر اطلاع پانا بھی ہے۔

نوٹ:- یہی جواب طحاوی حاشیہ در مختار جلد ۲ صفحہ ۱۲ پر اور فتاویٰ مجمع الاہر
جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ پر بھی ہے، اب ہم آخر میں اہل اسلام کا علم غیب کے متعلق عقیدہ تحریر
کرتے ہیں۔

عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں

الَّذِي يُجِبُ الْإِيمَانَ بِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى
أَعْلَمَهُ اللَّهُ بِجَمِيعِ الْمَغْيِبَاتِ الَّتِي تَحْصُلُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۱۸
ترجمہ:- جس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دنیا سے انتقال نہیں فرمایا، یہاں تک اللہ تعالیٰ نے کل مغیبات جو بھی دنیا اور آخرت

۱۷:- فتاویٰ شامی جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ - ۱۸:- صاوی شریف جلد ۲ صفحہ ۹۰ -

میں ظہور پذیر ہونے والے ہیں کا آپ کو علم عطا فرما دیا۔

شرح فتح المبین کے محشی علامہ حسن مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اربعین نووی کی شرح فتح المبین حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے محشی علامہ حسن مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الْحَقُّ كَمَا قَالَهُ جَمْعٌ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَمْ يَقْبِضْ بَيْتَنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أُطْلِعَهُ عَلَى كُلِّ مَا أَبْهَمَهُ عَنْهُ إِلَّا أَنَّهُ أَمْرِيكُمْ بَعْضٌ وَإِلَّا عَلَامٍ بِيَعْضٍ - ۱۵

ترجمہ :- حق بات یہ ہی ہے جو کہ ختم غفیر علماء نے فرمائی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے ان تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا، جو بھی آپ سے پوشیدہ تھیں، ہاں مگر ان میں سے بعض کو چھپانے کا حکم دیا، اور بعض کے ظاہر فرمانے کا۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۶

اعتراف | گجراتی وہابی صاحب مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاء الحق سے آپ کا قول نقل کرتا ہے کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں، خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے۔ (جاء الحق) ۱۶
اس مذکورہ عبارت کو غلط ثابت کرنے کے لیے وہابی صاحب نے قرآن مجید سے استدلال کیا ہے، لکھا ہے۔

مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَافِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا آذُنٌ مِنْ ذَالِكِ وَلَا أَكْثَرُ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ - (مجادلہ)

۱۵ :- شجرہ بدعات صفحہ ۳۰۔

۱۶ :- حاشیہ فتح المبین صفحہ ۴۳۔

تین آدمیوں کا مشورہ نہیں ہوتا کہ چوتھا خدا ہوتا ہے اور پابینج کا مشورہ نہیں ہوتا کہ چھٹا خدا ہوتا ہے نہ اس سے کم کا نہ اس سے زیادہ کا نگر وہ خدا سا تمہ ہوتا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ بلحاظ علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

جواب میں کہتا ہوں کہ اگر وہابی حجتی کو شعور ہوتا تو یہ صفحہ ۳۰ خواہ مخواہ سیاہ نہ کرتے۔ کیونکہ قرآن مجید سے وہابی صاحب نے جو ثابت کیا ہے کہ خدا بلحاظ علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، اس بات کے جناب مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کب منکر ہیں وہ خود لکھتے ہیں۔ ”اللہ کا علم اور اس کی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے“۔

مفتی صاحب مرحوم نے اگر انکار کیا ہے تو صرف ذات خدا تعالیٰ کا کسی جگہ میں موجود ہونے کا کیا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے بلند و برتر اور پاک ہے۔ مفتی صاحب مرحوم نے جو فرمایا ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں یہ بالکل درست ہے۔

کیونکہ حاضر یعنی موجود ہونے کے لیے عدم موجودگی لازم ہے اور اللہ تعالیٰ واجب الوجود ذات ہے جس کے لیے غیر حاضری یعنی عدم موجودگی ماننا کفر صریح ہے۔ حاضر کا مفہوم سمجھنا کوئی مشکل نہیں، ہر پڑھا لکھا انسان جانتا ہے کہ جب وہ سکول میں پڑھتا تھا تو سکول لگنے کے بعد جب استاد حاضری پکارتا تھا تو ہر طالب علم یہ ہی جواب دیتا تھا (حاضر جناب) جناب میں جماعت میں آ گیا ہوں۔ یہ جواب صاف صاف بتاتا ہے کہ وہ طالب علم پہلے کلاس میں حاضر نہ تھا، بلکہ اب گھر سے آ حاضر ہوا ہے۔

باقی رہا اللہ تعالیٰ سے ناظر کی نفی کرنا تو از روئے لغت یہ بھی بالکل درست ہے۔ کیونکہ ناظر وہ ہوتا ہے جو آنکھ کی کالی پتلی سے دیکھے، اور اللہ تعالیٰ ان پتلیوں سے بھی پاک و مبرا ہے، ثابت ہوا کہ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں بلکہ اس کی صفت تو موجود و بصیر ہے۔

گجراتی وہابی کا بزعم خویش قرآن سے استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں

اعراض | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر نہ ہونے پر گجراتی وہابی نے مندرجہ ذیل چار آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱ | مَا كُنْتَ تَأْوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ اور تو نہ تھا مدین والوں میں۔

آیت ۲ | ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ كَذِيهِمْ إِذْ اجْتَمَعُوا أَمْرَهُمْ
ترجمہ :- یہ غیب کی خبریں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو نہ تھا ان کے پاس جب انہوں نے اپنے ایک کام پر اتفاق کر لیا۔

آیت ۳ | وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغُرُبَىٰ إِذْ قُضِيَٰنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

ترجمہ :- اور تو نہ تھا طور کے مغربی کنارے پر جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ تھا تو دیکھتا۔
آیت ۴ | وَمَا كُنْتَ كَذِيهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَدْيَنَ وَمَا كُنْتَ كَذِيهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ۔

ترجمہ :- اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پالے مریم کو۔ اور نہ تھا۔
تو ان کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے۔
جواب :- یہ چار آیات ہیں جن سے تمام امت وہابیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی پر استدلال کرتی ہے۔

گجراتی وہابی کی قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت

اس استدلال کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم گجراتی وہابی صاحب نے ترجمہ میں جو خیانت کی اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔

۱ :- شجرہ بدعات صفحہ ۳۰-۳۱۔

آیت کا آخری جملہ دَ مَآکُنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ کا ترجمہ اور نہ تو دیکھتا تھا۔ لفظی نہیں ہے بلکہ لازمی معنی کیا ہے لفظی معنی تو صرف یہ ہے اور نہ تھا تو وہاں حاضر۔ اگر وہابی شاید کا معنی حاضر کر دیتا تو وہاں بیت کی ساری عمارت ہی تباہ ہو جاتی۔

شاید کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی

(مَآکُنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ) (مِنَ الْعَاصِرِينَ هُنَاكَ) نہ تھے آپ اس جگہ حاضر

میں۔

شاهد کا ترجمہ از شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ :-

مَآکُنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ - نہ بودے تو از حاضران۔

شاهد کا ترجمہ از شاہ ولی اللہ دہلوی :-

مَآکُنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ نہ بودے تو از حاضران۔

شاهد کا ترجمہ از شاہ رفیع الدین دہلوی :-

مَآکُنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ :- اور نہ تھا تو حاضران سے۔

حاضر و ناظر کی نفیس بحث

معلوم ہوا کہ لفظ شاید کا معنی لفظی حاضر ہی ہے اور ناظر ہونا حاضر ہونے کو لازم ہے۔

گویا دیکھنا اور حاضر ہونا دونوں لازم و ملزوم ہیں، اسی لیے نابینا خواہ موقع پر موجود ہی کیوں نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے کیونکہ گواہی کے لیے حاضر اور ناظر ہونا ضروری ہے نابینا حاضر تو ہے لیکن ناظر نہیں لہذا شہادۃ نہیں دے سکتا۔

جو لوگ شاید کا معنی گواہ کرتے ہیں وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ شہادۃ یعنی گواہی کی حقیقت صرف یہ ہے۔

۱۷ :- تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۲۲

الشَّهَادَةُ الْخَضُورُ مَعَ الْمَشَاهِدَةِ أَمَّا بِالْبَصْرِ أَوْ بِالْبَصِيرَةِ ۗ

ترجمہ :- گواہی کا معنی ہے حاضر ہونا اور مشاہدہ کرنا۔ یہ مشاہدہ خواہ چشم بصر سے ہو یا چشم بصیرت سے۔

لہذا جن آیات سے استدلال کیا گیا ہے ان میں جسمانی طور پر موجودگی اور چشم بصر سے دیکھنے کی نفی ہے روحانی طور پر حاضری اور چشم بصیرت سے دیکھنے کی نفی نہیں۔

اہل سنت و جماعت کی مائتہ ناز تفسیر جلالین کا حاشیہ صاوی شریف میں ہے۔

(مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ) هَذَا بِالنَّظَرِ لِلْعَالِمِ الْجِسْمَانِيِّ لِإِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَى الْمُخَصِّمِ وَأَمَّا بِالنَّظَرِ لِلْعَالِمِ التُّوْحَانِيِّ فَهُوَ حَاضِرٌ رِسَالَتَهُ كُلِّ رَسُولٍ وَمَا وَقَعَتْ لَهُ مِنْ كَذَبِ آدَمَ الرَّحْمَنِ أَنْ ظَهَرَ بِجِسْمِهِ الشَّرِيفِ ۗ

ترجمہ :- جانب طور پر ہونے کی نفی عالم جسمانی کے پیش نظر ہے تاکہ مخالف پر حجت قائم ہو سکے۔ وگرنہ تو عالم روحانی کے اعتبار سے آپ ہر رسول کی رسالت اور جو کچھ اس کے ساتھ واقعات ہوئے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے جسمانی ظہور تک سب پر حاضر و ناظر ہیں۔

عقیدہ حاضر و ناظر اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ حاضر و ناظر پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادۃ۔ آپ فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در عمار امت ست یک کس را دور این مسئلہ خلافتی نیست کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیاء بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر است۔

۱۔ مفردات امام راعب صفحہ ۲۴۹۔ ۲۔ صاوی شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔

۳۔ مکتوبات شاہ عبدالحق محدث دہلوی بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۶۱۔

ترجمہ :- باوجود علماء اُمت میں اختلافات اور مذاہب کی کثرت کے کسی ایک کو بھی اس بات میں اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً زندہ دائم و باقی ہیں اور اپنی اُمت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اس بات میں مجاز کا شائبہ ہے نہ تاویل کا وہم۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ اُمت میں اتفاقیہ ہے۔

عقیدہ حاضر و ناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۵۲ھ میں ہوا ہے اور آپ کے فرغان سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ سارے دس سو سال تک حاضر و ناظر کا عقیدہ بلا مخالفت چلا آیا ہے ۱۱۱۵ھ میں وہابیت نے جنم لیا ہے یعنی ابن عبد الوہاب پیدا ہوا۔ اور ۱۲۸۳ھ میں دیوبند میں وہابیوں کی درسگاہ کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر یہ وہابی مسئلہ حاضر و ناظر کے منکر ہوئے۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار تقریباً ۱۲۰ سال سے شروع ہوا ہے۔ پہلے کے تمام اہل ایمان اسی عقیدہ پر تھے۔

نوٹ مسئلہ حاضر و ناظر پر سیر حاصل بحث اور منکرین کے اعتراضات کا مسکت جواب ہماری کتاب "تنویر الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر" میں ملاحظہ فرمائیں۔

گجراتی وہابی کی حماقت

فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت کے ملفوظات حصہ دوم میں ہے سیدی احمد سلجھاسی کی دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبدالعزیز دباغ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی۔ سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا جہاں وہ سوزی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ لے

لے :- شجرہ بدعات صفحہ ۳۱۔

اس کے بعد وہابی صاحب لکھتے ہیں۔

اعتراف | آخر میں اعلیٰ حضرت اجتہاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں معلوم ہوا شیخ کسی وقت بھی

اپنے مرید سے جدا نہیں ہوتا۔ ہر آن ساتھ ہوتا ہے۔

اس کے بعد وہابی صاحب علیہ ما علیہ فرماتے ہیں۔

بعض جاہل مولوی اور پیر مریدوں اور عوام سے پیسے بٹورنے کے لیے یہ کہتے ہیں۔

جمعرات کو روحمیں آتی ہیں۔ اس روز حلوا پکانا چاہیے۔ وہ اس سے خوش ہوتی ہیں۔

اور اسی طرح دیگر خرافات ان کو سنا کر جمعرات میں، دسویں، چالیسویں وغیرہ کھاتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی کا مستند فیصلہ ہے۔

قَالَ عُلَمَاءُ نَامَنْ قَالَ إِنَّ أَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعَلَّمُ يَكْفُرُ۔ (فتاویٰ بزازیہ)

یعنی ہمارے علماء نے فرمایا جو شخص کہے بزرگوں کی روحمیں حاضر و ناظر ہوتی ہیں، تو وہ کافر ہے۔

جواب :- احمد سلجاسی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک عظیم الشان کتاب الایریز عرنی ص ۲۱ پر موجود ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ شیخ کسی وقت بھی مرید سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ کوئی ان ہونی بات نہیں بلکہ اس گجراتی وہابی کے دادا مرشد رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے

وہم مرید یقین دانند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست۔
پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور
است اما روحانیت او دور نیست۔ ۳

۳ : شجرہ بدعات ص ۳۲۔

۳ : شجرہ بدعات صفحہ ۳۱، ۳۲۔

۳ : امداد السلوک صفحہ ۹۔

توجہ :- مرید یہ بات بھی یقین کے ساتھ جان لے کہ روح شیخ ایک مکان میں پابند نہیں پس جہاں کہیں بھی مرید ہو دور یا نزدیک اگرچہ ذات شیخ سے وہ دور ہے۔ لیکن شیخ کی روحانیت سے دور نہیں۔

دباہیوں کے گرو کی عبارت سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ مشائخ کا ملین کی ارواح اپنے مریدوں کے پاس ہر وقت حاضر و ناظر ہوتی ہیں۔
باقی رہا مشائخ کی ارواح کے متعلق عقیدہ کہ وہ حاضر اور سب کچھ جانتی ہیں۔ سو یہ اسی وقت ہی کفر ہو گا۔ جب حضور اور علم دونوں کو ذاتی مانا جائے۔ ورنہ کفر نہیں۔

مسئلہ بشریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سوا و اعظم اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں لیکن بے مثل۔ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان سمجھے وہ کافر ہے البتہ آپ کو اپنے جیسا انسان سمجھنا یقیناً بے ادبی اور گستاخی ہے۔

امت و ہابیہ کا یہ ہی عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ایک انسان ہیں۔ ان کے والدین تھے۔ انہوں نے نکاح کیے۔ ان کے اولاد ہوئی۔ وہ کھاتے تھے۔ پیتے تھے۔ سوتے تھے۔ جاگتے تھے لہذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔
امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل نوری انسان تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ امت کی تعلیم کے لیے کیا۔ ہماری انسانیت کو آپ کی انسانیت سے کوئی بھی نسبت نہیں۔

دلائل بے مثلیتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اقل :- ابو اسحاق کہتے ہیں، ہمدان قبیلے کی عورت نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ تعریف تو بیان کر عورت نے کہا، گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند میں ہیں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی

نہیں دیکھا۔

دوم :- علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔

سوم :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی آپ کی مثل نہ دیکھا۔

چہارم :- حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں لا یسری مثله ابداً کبھی بھی آپ کی مثل نہ دیکھا گیا۔
پنجم :- ابن ابی عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فما رأیت قبلاً ولا بعداً مثلاً میں نے آپ کے مثل کبھی کوئی دیکھا ہی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما

ششم :- محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں :-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ
وَكَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ
إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ عَلَى ضَوْءِ السِّرَاجِ

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور جب کبھی آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے، آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی، اور جب بھی آپ کسی چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔

ہفتم :- علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ شرح الجامع الصغیر میں فرماتے ہیں :-

إِنَّهُ كَانَ يَبْصُرُ مِنْ خَلْقِهِ لِأَنَّهُ كَانَ يَرَى مِنْ كُلِّ جِهَةٍ مِنْ حَيْثُ

۱۔ فضائل کبریٰ عزنی مطبوعہ حیدرآباد حلیہ صفحہ ۲۰۱۔ فضائل کبریٰ عزنی جلد ۱ صفحہ ۴۳

۲۔ فضائل کبریٰ عزنی جلد ۱ صفحہ ۴۲۔ کتاب الوفا جز ۱ صفحہ ۴۰۰۔

كَانَ نُورًا مُكَلِّفًا وَلِيَهْدَاكَ كَانَ لَا ظِلَّ لَكَ بِهِ

ترجمہ :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے۔ اس لیے کہ آپ ہر طرف یکساں دیکھتے

تھے۔ کیونکہ آپ سر اپا نور ہیں اسی لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔

ہمارا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے مثل بے سایہ نوری انسان ہونے کا عقیدہ مندرجہ

ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

- (۱) کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۳۶۸ (۲) نسیم الریاض شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ -
 - (۳) شرح شفاء للقاری مکی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ صفحہ ۵۳ (۴) نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۴۸۱ -
 - (۵) خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸ (۶) المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۰ -
 - (۷) زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۱۲ (۸) سیرۃ جلیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -
 - (۹) سیرۃ محمدیہ زینی وعلان مفتی مکہ بر حاشیہ سیرۃ جلیہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ -
 - (۱۰) اسعاف الراغبین بر حاشیہ مشارق الانوار صفحہ ۵۵ -
 - (۱۱) نور الابصار صفحہ ۳۲ (۱۲) تفسیر مدارک مطبوعہ لاہور جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ -
 - (۱۳) مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ (۱۴) کشف الغمہ للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۲ صفحہ ۵۱ -
 - (۱۵) نعمۃ کبریٰ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۶ (۱۶) لغات الحدیث کتاب "نون" جلد ۶ صفحہ ۱۵۶
- کالم بے اسطر تا، مؤلف وحید الزمان غیر منقلد۔

چند حلیہ

اگر کوئی وہابی یہ ثابت کر دے کہ مع صحابہ اکابرین امت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا ہو۔ ایک حوالہ پر ایک صدر و پیہ انعام دیا جائے گا

باقی جو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود کو

مثل لوگوں کے بشر کہتے رہے ہیں سو یہ از روئے تواریخ تھا نہ کہ از روئے حقیقت۔

لہ :- فیض القدیر جلد ۱ صفحہ ۱۶۳ -

بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے متعلق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔

حضور جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ مخلقت بیچ
فرد از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم با وجود نشاء عنصری از نور حق جل و علی مخلوق
گشته است ما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللّٰهِ

ترجمہ :- جانتا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دیگر تمام انسانوں کی پیدائش کی طرح
نہیں بلکہ جہان کے کسی فرد کو آپ سے کوئی مناسبت نہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا۔
میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

یہ وہاں بھجروی ٹولہ باوجود نفتشندی مجددی کہلانے کے مجدد پاک رضی اللہ عنہ کے
عقائد کی مخالفت کرتا ہے۔

مسئلہ میلاد مبارک اور وہابی کی خیانت یعنی دلیل فریب کا

گجراتی وہابی نے میلاد شریف کی ممانعت اور عدم جواز پر سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی عبارت نقل کرنے میں پوری پوری یہودیت دکھائی ہے لکھتا ہے۔

مخدوم باغی طرفیہ رسد کہ تا سد این باب مطلق نہ کند بوالہوس ممنوع منے گردند۔ یعنی
یہ سلسلہ بالکل ہی ختم ہونا چاہیے بلکہ

گجراتی وہابی نے اول تو مجدد پاک کا فرمان پورا نقل ہی نہیں کیا اور جتنا نقل کیا ہے
اسکا ترجمہ بھی پورا نہیں کیا۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

۱۔ مکتوبات دفتر سوم حصہ دوم مکتوب صدم صفحہ ۴۵۔ ۲۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵۔

میرے مخدوم فقیر کے دل میں یہ خیال آتا ہے جب تک اس دروازے کو پوری طرح بند نہ کریں گے۔ بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔
 میلاد شریف کے متعلق مجدد پاک رضی اللہ عنہ کا پورا مکتوب پڑھنے کے بعد مسئلہ کی حقیقت کھلتی ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بوالہوس لوگ کون ہیں۔

حضرت جناب مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل مکتوب

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مکتوب یہ ہے فرماتے ہیں۔
 اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت و منقبت کے قصیدے پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور مقامات نعمہ کا التزام کرنا اور الحان کے طریقے کے مطابق آواز بنانا۔ اور اس کے مطابق تالیاں بجانا جو شعر میں بھی جائز نہیں۔ اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو، اور قصیدے پڑھنے میں شرائط مذکورہ نہ پائی جائیں اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو پھر (میلاد خوانی میں) کوئی رکاوٹ ہے۔

ثابت ہوا کہ بوالہوسی یعنی نعت خوانی میں موسیقی کے ضابطوں کی پابندی حروف قرآنی کی تحریف اور ساتھ ساتھ تالیاں بجانا ختم کرنا۔ مجدد رضی اللہ عنہ کا مقصود ہے نہ کہ محفل میلاد شریف آپ کے نزدیک ناجائز و حرام ہے جیسا کہ امتِ دنیایہ کا گمان باطل ہے۔
 ایمان والو۔ مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب کو بار بار پڑھو اور گجراتی خاتن کی داد دو۔
 فقیر کو تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ غلام اللہ پنڈوی، سرفراز گکھڑوی، عنایت اللہ گجراتی یہ تینوں خاتنیں کے گرو ہیں۔

مسئلہ ذکر باطن اور فتاویٰ خیرہ کی عبارت میں خیانت
 یعنی دجل و قریب ۱۸

اعتراض وہابی لکھتا ہے۔

إِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حَرَامٌ يَقُولُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ
إِنَّكُمْ لَيْسَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا.

ترجمہ:- اونچی آواز سے ذکر کرنا فرمانِ نبوی کے مطابق حرام ہے بلکہ

جواب:- یہاں پروہابی نے جو عبارت فتاویٰ خیر یہ سے نقل کی ہے یہ قول صاحب فتاویٰ
کا نہیں بلکہ بطور اعتراض اس کو ذکر کر کے اس کا جواب دیتے ہیں ملاحظہ ہواصل عبارت۔
علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فَإِنْ قُلْتَ صَرَخَ فِي الْغَائِبَاتِ بِأَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حَرَامٌ يَقُولُهُ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ إِنَّكَ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا. وَقَوْلُهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ لِأَنَّهُ أَلْبَدُ مِنَ الرَّيِّبِ وَأَقْرَبُ إِلَى الْخُضُوعِ
مَحْمُولٌ عَلَى الْجَهْرِ الْفَاحِشِ الْمُضْرِبِ لَهُ

ترجمہ:- پس اگر تو کہے کہ فتاویٰ خانیہ میں تصریح ہے کہ بلند آواز سے ذکر حرام ہے پوجہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے جو آپ نے بلند آواز سے ذکر کرنے والے کو کہا کہ تو کوئی بہرے یا غائب
کو نہیں پکارتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا ذکر خفی بہتر ہے کیونکہ وہ ریبا سے دور اور خضوع
کے قریب تر ہے۔ اس سے وہ ذکر جہر مراد ہے جو از حد بلند آواز سے اور تکلیف دینے والا ہو۔
علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی کر دیا کہ فقہا کی عبارتوں میں جس ذکر بالجہر کو
حرام یا ممنوع کیا گیا ہے وہ ایسا ذکر ہے جو گھڑ پھاڑ کر کیا جائے۔ ایسا ذکر بیشک تکلیف دہ
بھی ہے۔

از روئے فتاویٰ خیر یہ ذکر بالجہر جائز ہے

فتاویٰ خیر یہ میں اسی مقام پر ہے۔

۱۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵ . ۲۔ فتاویٰ خیر یہ بہامش حادیثہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ .

أَمَّا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ فَيَأْتِيهِ - بلند آواز سے ذکر بالکل جائز ہے بلکہ

یہ ہی صاحب فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لِرَافِعِي أَسْوَأَتِهِمْ بِالتَّكْبِيرِ إِرْفِقُوا عَلَي
الْفُسُكُمُ أَنْتُمْ لَا تَدْعُونَ أَحَدًا وَلَا غَائِبًا يَحْتَمِلُ أَنْتُمْ لَمْ يَكُنْ فِي الرَّفْعِ
مُصْلِحَةٌ ۝

ترجمہ :- اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آوازوں سے پیکر کہنے والوں کو فرمایا اپنے نفسوں
پر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔ اس فرمان میں یہ احتمال ہے کہ اس وقت
آوازیں بلند کرنے میں کوئی مصلحت نہ تھی۔

ذکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ

وہابی لکھتا ہے کہ علی قاری لکھتے ہیں۔

قَدْ نَصَّ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِأَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ وَكَوْنَهُ بِالذِّكْرِ حَرَامًا -
ترجمہ :- یعنی ہمارے بعض علماء نے تصریح کے ساتھ یہ حکم بیان کیا ہے کہ مسجد میں آواز
بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو حرام ہے ۝

میں کہتا ہوں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ ہمارے بعض علماء نے کہا ہے "سو یہ ذکر بالجہر
کی ممانعت کے لیے کافی نہیں۔ کیونکہ جمہور علماء اس بعض کے خلاف ہیں بعض کا قول وہاں محترم
ہوتا ہے۔ جہاں جمہور کے خلاف نہ ہو۔

۲ :- علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ذکر بالجہر کی حرمت کے خلاف ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب الوتر ص ۱۱۲ پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وتروں کا سلام
پھیرتے تو تین مرتبہ سبحان الملک القدوس کہتے۔ دو مرتبہ آہستہ اور تیسری مرتبہ برفیع صوتہ

۱ :- فتاویٰ خیر بر حاشیہ حامد جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ سطر ۱۲ - ۱۳ :- خیر جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ -

۲ :- شجرہ بدعات صفحہ ۳۵ -

اپنی آواز بلند فرماتے، اس حدیث شریف کی شرح میں علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
 هَذَا يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ الذِّكْرِ يَدْفَعُ الصَّوْتِ يَدُّ عَلَى اِلْتِقَابِ... وَبَعْضُ
 الْمَشَاحِخِ يُخْتَارُ اخْفَاءَ الذِّكْرِ لِانَّهُ اَبْعَدُ مِنَ التَّوْبِيْهِ وَهَذَا مُتَعَلِّقٌ بِالنِّيَّةِ بِه
 تَرْجِيْهِ: دینی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری مرتبہ آواز کو بلند فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ بلند
 آواز سے ذکر جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بعض مشائخ نے اخفاء ذکر کو پسند کیا ہے کیونکہ یہ ریاسے
 دور ہے۔ لیکن اس کا تعلق نیت سے ہے۔

گجراتی دہابی، کبیری شرح منیۃ المصلیٰ کے حوالے سے لکھنا سے

وَلَا بِي حَنِيفَةً أَنْ رَفَعَ الصَّوْتِ بِذِكْرِ يَدْعُوهُ مُخَالَفُ الْأَمْرِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى
 ادْعُوا دَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَحَقِيَّةً ۝ ۲۵

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے
 خدا تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف ہے۔

کبیری شرح منیۃ کی عبارت میں خیانت یعنی دلیل فریب ۱۹

کبیری کی عبارت نقل کرنے میں گجراتی دہابی نے پوری پوری یہودیت دکھائی ہے۔
 کبیری میں حضرت علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور
 صاحبین میں اس بات میں اختلاف ہے کہ عید الفطر کے روز نمازی تکبیرات بلند آواز سے کہیں
 یا آہستہ۔ صاحبین بلند آواز سے کہنے کے قائل ہیں اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخفاء
 کے قائل ہیں۔ علامہ حلبی مرحوم نے فریقین کے دلائل نقل کرتے ہوئے لکھا ہے ولا بی حنیفۃ ان
 رفع الصوت بالذکر بدعت مخالف الا صرفی قوله تعالیٰ واذکر دینک فی نفسک
 تضرعاً وحقیۃ۔ الخ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رفع الصوت بالذکر کو مذکورہ آیت

۱۹: میرقات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ پاکستان جلد ۳ صفحہ ۱۴۲۔ ۲۵: کبیری ص ۵۶۶، شجرہ بدعات صفحہ ۳۵۔

کے خلاف سمجھتے ہوئے طریقہ جدیدہ قرار دیتے ہیں۔ آخر میں علامہ ابراہیم حلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
خود فیصلہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

وَالَّذِي يُبْعَثُ أَنْ يَكُونَ الْخِلَافُ فِي اسْتِحْيَابِ الْجَهْدِ وَ عَدْمِهِ لَا فِي
كَذَاهَتِهَا وَ عَدْمِهَا فَعِنْدَهُمَا يُسْتَحَبُّ الْجَهْدُ وَ عِنْدَ الْاِخْتِافِ الْفَضْلُ
ترجمہ ۱۔ جو بات مناسب ہے وہ یہ ہے کہ فریقین میں اختلاف ذکر بالجہر کے مستحب
اور غیر مستحب ہونے میں ہے نہ کہ مکروہ یا عدم مکروہ میں۔ پس صاحبین کے نزدیک ذکر بالجہر مستحب
ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اختفاء بہتر ہے۔

علامہ شامی نے بھی یہ فیصلہ دیا ہے فرماتے ہیں۔
عَلَامَةُ شَامِي رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كَافِيصَلَهُ
وَ الْخِلَافُ فِي الْاِقْتِصَابِ أَمَا الْكَذَاهَةُ

فَمُنْتَفِيَةٌ عَنِ الطَّرَفَيْنِ ۲۷

ترجمہ ۲۔ صاحبین اور امام اعظم ذکر بالجہر اور اختفاء کی افضلیت میں مختلف ہیں اور کرامت
کا طرفین سے کوئی بھی قائل نہیں۔

ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا مجدد دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں جیسا یعنی دہلی فریضہ

گہرائی دہانی لکھتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن فرمودہ اند

ذکر بالجہر کو بدعت جانتے ہوئے اس سے منع فرمایا۔

مکتوبات کی عبارت نقل کرنے میں خوب دجل سے کام لیا ہے پوری عبارت ملاحظہ ہو۔

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن فرمودہ اند و ثمرات کہ بر آن مرتب شود التفات بآن فرمودہ ہے

ترجمہ ۱۔ ذکر جہر کو طریقہ جدیدہ سمجھتے ہوئے اس سے منع فرمایا اور ذکر جہر کے تمام فائدوں کو

۱۔ کبیر ص ۶۱ مطبوعہ لاہور ۱۲۸۳ھ - ۲۔ فتاویٰ شامی جلد ۱ ص ۵۸۲

۳۔ شجرہ بدعات ص ۳۶ - ۴۔ مکتوبات تقطیع کلاں جلد اول مکتوب ۲۶۶ ص ۱۶۸

نظر انداز کر دیا۔

معلوم ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ذکر جہر اگرچہ بدعت ہے مگر حسنہ ہے کیونکہ بدعت ضلالت سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل جو ذکر جہر کرتے ہیں وہ ذکر جہر پر مرتب ہونے والے تمام ثمرات سے محظوظ ہوتے ہیں۔

مسئلہ صلاۃ و سلام پر خیر الانام صلی علیہ وسلم اور دجل و فریب

گجراتی و ہابی لکھتے ہیں۔

اعتراف حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مؤذن تھے۔ کہیں ثابت نہیں کہ انہوں نے یہ پڑھا ہو نہ ہی خلقائے راشدین کے زمانہ میں یہ رسم تھی۔ بلکہ بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ درود تو حال ہی میں ایجاد ہوا ہے بعض پرانے لوگ تو کہتے ہیں کہ ہمارے بچپن کے زمانے میں درود ہرگز موجود نہ تھا۔
جواب :- صلاۃ و سلام کے متعلق تمام اُمت و ہابیہ کی زبان پر یہ ہی باتیں ہیں۔

اس گجراتی و ہابی سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ

۱۔ کیا عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم ہے؟

۲۔ کیا کسی کام کا کار خیر ہونے کے لیے اس کا معمول بہ ہونا شرط ہے؟

۳۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھنے کے لیے کسی زبان و مکان یا ہیئت کی

○ پابندی ہے؟

○ عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم بھی نہیں۔

○ کسی کام کا کار خیر ہونے کے لیے معمول بہ ہونا شرط بھی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھنے کے لیے زمان و مکان کی پابندی بھی نہیں۔

جب یہ سب کچھ نہیں تو وہابیوں کی ٹیٹیں چہ معنی دار۔

۱۰۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۶۔

باقی رہا وہابیوں کے بزرگوں کا یہ کہنا کہ یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ حال ہی میں ایجاد ہوا ہے سو یہ وہابیوں کے وڈیروں کی جہالت ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے قلم سے

صاحب تفسیر روح البیان شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۷ھ نے تفسیر روح میں تحریر کیا ہے۔

الصلاة والسلام عليك يا رسول الله

الصلاة والسلام عليك يا حبيب الله

الصلاة والسلام عليك يا خليل الله

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسماء صفاتیہ کا ذکر کیا ہے۔

وہابی صاحب تمہارے بزرگوں کا تو ابھی تم بھی نہ تھا جب اسی مردِ کامل رضی اللہ عنہ نے یہ درود شریف لکھا تھا۔ دیوبندی وہابیوں کا مدرسہ قائم ہونے سے تقریباً ۵۰ سال قبل یہ درود شریف پڑھا گیا۔

لو وہابیو! تمہارے ہی گھر سے یہ درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نکال کر دکھا دیتے ہیں تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ لکھتے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے قلم سے

عشاء کی نماز کے بعد کامل طہارت کے ساتھ نیا کپڑا پہن کر خوشبو لگا کر نہایت ادب سے

مدینہ منورہ کی طرف مُنہ کر کے بیٹھے۔ اور جناب الہی میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خطروں سے خالی کر کے آنحضرت کی صورت کا اس طرح خیال کرے۔ گویا آپ بہت سفید کپڑے پہنے سبز عامہ باندھے ہوئے کرسی پر بیٹھے ہیں اور چہرہ مبارک آپ کا چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اور دل میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی خوب ضربیں لگائے۔ الی آخر۔
تف ہے ان ونا بیوں پر جو صلوٰۃ و سلام کو آج کل کی ایجاد کہتے ہیں۔

اذان میں انگوٹے چومنا اور دجل و فریب

گجراتی و ہابی کی خیانت ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے۔

اعتراض | بدعتی لوگ اذان میں حضور علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹے چومتے ہیں، حالانکہ اس کی بھی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہیں اور جو احادیث اس کے اثبات میں بیان کرتے ہیں سب موضوع اور جعلی اور من گھڑت ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

الْأَحَادِيثُ الَّتِي رُوِيَتْ فِي تَقْبِيلِ الْأَنَامِلِ وَجَعْلِهَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ
عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَذِّنِ فِي كَلِمَةِ شَهَادَةِ
كُلِّهَا مَوْضُوعَاتٌ. ۱۷

ترجمہ :- وہ حدیثیں جن میں مؤذن سے کلمہ شہادۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے کے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے، وہ سب موضوع اور جعلی ہیں۔ اور ایک روایت حضرت خضر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں، امام بیہقی ایک مقام پر اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

فِي هَذَا الْإِسْنَادِ قَوْمٌ جَمُوكُونَ وَلَمْ يُكَلِّفْنَا اللَّهُ تَعَالَى أَنْ نَأْخُذَ وَبَيْنَنَا
عَمَّنْ لَا نَعْرِفُهُ. ۱۸

۱۷ :- ضیاء القلوب مترجم معہ فارسی عبارت مطبوعہ دہلی ۱۹۲۷ء صفحہ ۸۳۔

۱۸ :- تیسرا مقال للسیوطی بحوالہ شجرہ بیعت صفحہ ۳۳۵ :- کتاب القراءۃ صفحہ ۱۲۷۔

ترجمہ :- کہ اس سند میں کئی راوی مجہول ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کا مکلف نہیں ٹھہرایا کہ اپنا دین مجہول راویوں سے اخذ کریں بلکہ

تمام ہوئی اس مسئلے میں گجراتی وہابی کی عبارت ۔

جواب :- پوری دنیا نے اسلام میں سے کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان نے انگوٹھے چومنے والی احادیث کو موضوع نہیں کہا۔ گجراتی وہابی نے جلال الملّت والدین سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ کی تالیفات اور تصنیفات کی فہرست بارہ صفحات پر مشتمل عربی میں چھپی ہوئی فقیر راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہے اس میں تیسرا مقال نام کی کوئی کتاب نہیں ہے اسی لیے وہابی پورا سوال نہیں دے سکا۔

اب انگوٹھا چومنے والی حدیث کے متعلق حفاظِ بیت کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں

۱۔ امام سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں | ذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ

حَدِيثِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ اَنَّهُ لَمَّا

سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَدِّنِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ قَالَ هَذَا وَقَبْلَ بَاطِلَتِ

الْاَنْبِيَاءِ وَمَسَّحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ

خَلِيْلِي فَقَدْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي وَلا يُصِحُّ ۞

ترجمہ :- محدثِ دہلی نے اپنی کتاب میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ جب ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں مؤذن کی زبان سے استہدان محمد رسول اللہ سنا تو آپ نے اپنی انگلیوں کو اندرونی طرف سے چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو ایسا کریگا جیسا میرے محبوب ابو بکر نے کیا ہے۔ اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہوئی۔ یعنی وہ میری شفاعت سے ہرگز محروم نہ ہوگا۔ اس کے بعد محدثِ دہلی نے فرمایا۔ یہ حدیث صحیح نہیں۔ لا یصح کی حقیقت کو امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرما دیا دیکھتے ہیں۔

۲۔ المقاصد الحسنة صفحہ ۳۸۴ سطر ۵۔

۳۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵۔

وَلَا يَصِحُّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٌ.

یعنی یہ حدیث یا اسی باب میں جو حدیث بیان ہوتی ہے وہ صحیح مرفوع نہیں۔ یعنی حدیث موقوف ہے۔

۲۔ علامہ محمد طاہر بیٹنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۸۶۹ء فرماتے ہیں۔

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث لفظ بہ لفظ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ وَلَا يَصِحُّ بِهِ

۳۔ اہلسنت احناف کے مسلم امام سیدی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی مذکورہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ قَالَ
الْخَاوِزِمِيُّ لَا يَصِحُّ يَعْنِي إِمَامُ سَخَاوِي نَزَّهَ مَا يَأْتِيهِ مِنْ حَدِيثٍ صَحِيحٍ نَهَيْتُ عَنْهُ اس کے بعد علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُلُّ مَا يُرْوَى فِي هَذَا فَلَا يَصِحُّ دَقَعَهُ الْبِتَّةُ قُلْتُ وَإِذَا ثَبِتَ دَقَعَهُ إِلَى
الصِّدِّيقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ عَلَيْهِ

ترجمہ :- انگوٹھے چومنے کے متعلق جو کچھ روایت کیا گیا ہے وہ یقیناً صحیح مرفوع نہیں۔
میں کہتا ہوں کہ جب یہ فعل ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک مرفوع ثابت ہے تو عمل کے لیے اتنا
ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لازم پکڑ میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو۔

۴۔ غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے | رَوَاكَ الدَّيْلَمِيُّ فِي

مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْقُوعًا قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ

فِي التَّذْكَرَةِ لَا يَصِحُّ -

ترجمہ :- انگریزی چومنے کے متعلق محدث دہلی نے مسند الفردوس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ مگر ابن طاہر بیہقی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ لا یصح یہ رفع صحیح نہیں بلکہ

۵۔ شیخ عبد الرحمن بن محمد مفتی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا خضر علیہم السلام کی روایت نقل کر کے کہتے ہیں۔
كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَصِحَّ يَعْنِي أَنَّ أَحَادِيثَ كَامَرْفُوعٍ هِيَ نَامِيحَةٌ صَحِيحٌ نَهْنِي بَلْ

فقہاء کرام احناف رضی اللہ عنہم کی شہادتیں

- ۱۔ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو مستحب لکھا ہے۔
- ۲۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستحب فرمایا ہے۔
- ۳۔ فقیہ شمس الدین محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کے استحباب کے قائل ہیں۔
- ۴۔ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

فَقَدْ ذَكَرْتُ فِي أَحَادِيثِ مَرْفُوعَةٍ وَسَوْفَ نُفَصِّلُ كُلَّهَا صَعِيفَةً وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ قِمْنٌ ثُمَّ صَرَّحَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ بِاسْتِحْبَابِهِ فِي إِذَانِ عِنْدَ الشَّهَادَاتَيْنِ لِأَنَّ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ يَكْفِي فِي فُضَائِلِ الْأَعْمَالِ -
ترجمہ :- انگریزی چومنے کے متعلق مرفوع اور موقوف احادیث آئی ہیں لیکن وہ سب ضعیف ہیں اس کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں۔ اسی لیے بعض فقہاء نے اس کے استحباب کا قول کیا۔ اس لیے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کفایت کرتی ہے۔

۱۔ فرائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ سطر ۲۰۰ - ۲۱۰ استی المطالب فی احادیث مختلفہ المراتب صفحہ ۲۰۰ -

۲۔ حاشیہ علی مرقی الفلاح صفحہ ۱۲۲ - ۱۲۳ - فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۲۶۹ -

۳۔ جامع الرموز صفحہ ۸۴ - ۸۵ - السعایۃ مطبوعہ لاہور ج ۲ صفحہ ۲۶۶ سطر ۲۵ -

ثابت ہوا کہ جن اکابرین اہل سنت نے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان میں سے ایک شخص بھی انکو ٹھٹھے چومنے والی روایات کے موضوع ہونے کا قائل نہیں۔ یہ صرف گجراتی وہابی کا ہی دجل ہے۔

مسئلہ ذبح بغیر اللہ اور وہابی کا دجل و فیسب ۲۳

اعتراض وہابی لکھتا ہے :- خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعون من ذبح بغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نہ زیرا کہ چون شہرت داد کہ این جانور برائے فلاں است ذکر نام خدا بوقت ذبح قائم نکرد چہ آن جانور منسوب باں غیر گشت و خستے درو پیدا شدہ کہ زیادہ از خبت مردار است و ہر گاہ این خبت درو سے سرایت کرد۔ ہر گاہ بذکر نام خدا حلال نئے شود و مانند سگ و خوک کہ اگر بنام خدا مذبح شود حلال نئے گردد (فتاویٰ اعزیز) ترجمہ :- صحیح حدیث میں وارد ہے جو شخص کسی جانور کے ذبح کرنے سے اللہ کے سوا دوسرے کا تقرب چاہیے۔ وہ ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت اس پر خدا کا نام ہی کیوں نہ لے۔ کیونکہ جب اس نے اسے کسی دوسرے کے نام زد کر دیا۔ تو اب بوقت ذبح خدا کا نام لینا بالکل بیکار ہے اب اس نام زدگی سے اس جانور میں وہ پلیدی آگئی ہے۔ جو مردار سے بھی بدتر ہے اب اس کے بعد خدا کا نام لینے سے وہ حلال نہ ہوگا جیسے کہ کتا اور سوز کو اگر اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کریں۔ تو وہ حلال نہیں ہونگے۔

۲- وَلَوْ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى (در مختار بر حاشیہ شامی جلد ۵ ص ۲۱۶)

تمام ہوئی عبارت دجال گجراتی کی یہ

جواب :- اس مسئلہ میں وہابی نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں

۱۰ - شجرہ بدعات صفحہ ۳۸ -

دو باتیں غور طلب ہیں۔

پہلی بات | شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا یہ کہنا جو شخص کسی غیر خدا کے تقرب کے لیے جانور ذبح کرے

وہ ملعون ہے یہ حکم بالکل درست ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کا فیصلہ نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور ہماری سرانگھوں پر۔ لیکن اسی ارشاد نبوی کی یہ وضاحت ہے جس کو خوب غور سے ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

اسلام کا یہ عظیم الشان قاعدہ کلیہ ہے کہ جس طرح مخلوق میں کسی کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنانا حرام ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کو کسی مخلوق کے قرب کا ذریعہ بنانا بھی ممنوع ہے جیسا کہ مشرکین کا قول قرآن مجید نے نقل کیا ہے۔

مَا تَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ

یعنی مشرک کہتے ہیں کہ بتوں کی عبادت سے ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا ہے۔ لہذا مخلوق کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حرام ٹھہرا۔ اسی طرح اللہ کی عبادت سے مخلوق کا تقرب حرام ثابت ہوا۔ چونکہ بسم اللہ اکبر کہہ کر حلال جانور کو ذبح کرنا اللہ کی عبادت ہے، اس سے مخلوق کے کسی فرد کی نزدیکی چاہنا حرام ہے۔ اس کا کوئی ایماندار بھی منکر نہیں۔

دوسری بات | شاہ عبدالعزیز صاحب کا یہ کہنا کہ جانور کسی بزرگ کے نامزد کرنے سے ہی ایسا حرام ہو جاتا ہے جیسا کتا اور خنزیر۔ سو بات بالکل لغو ہے مجھے یقین

ہے کہ یہ نمبر ۲ بات شاہ صاحب کی نہیں یہ وہابیہ کا تصرف ہے۔ اس دعویٰ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل ۱ | شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ معوق

آیۃ ذمہ اہل لایعیر اللہ کا کیا ہے اور مصداق اس آیت کا کیا ہے؟ مسئلہ آیت کا ترجمہ اور مصداق جو فتاویٰ عزیزی میں ہے یہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے والد ولی اللہ صاحب کے ترجمہ کے بھی خلاف ہے۔ مذکورہ بالا آیت قرآن مجید میں چار مقام پر ہے

۱۔ پ ۱ بقدر رکوع ۲۱ آیت ۱۵۔ ۲۔ پ ۱ المائدہ رکوع ۱ آیت ۳۔
۳۔ پ ۱ الانعام ۱۸ آیت ۱۴۶۔ ۴۔ پ ۱ النحل رکوع ۱۵ آیت ۱۱۵

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے چاروں مقاموں پر یہی ترجمہ کیا ہے برائے غیر خدا
آواز بلند کر وہ شود وقت ذبح اور (ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ)

”یعنی وہ جانور حرام ہے جسے ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔“

اب ناظرین حضرات غور فرمادیں کہ باپ تو کہتا ہے کہ اگر ذبح کے وقت جانور پر غیر خدا کا
نام لیا جائے، تو جانور حرام ہو جاتا ہے، اور بیٹا یہ کہے کہ صرف کسی کے نامزد کر دینے سے ہی
حرام ہو جاتا ہے، فیصلہ کرو۔ باپ اور بیٹا دونوں میں سے کون قرآن مجید کا فہم رکھتا ہے، وہاں یہ
کے نزدیک تو دونوں میں سے ایک ضرور قرآن مجید سے جاہل ہے لیکن ہم تو ایسا کہنے کی جرأت
نہیں کرتے بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ باپ، بیٹا دونوں ہی قرآن مجید کا فہم رکھنے والے ہیں۔
لہذا فتاویٰ عزیزی کی عبارت شاہ صاحب کی نہیں بلکہ وہاں یہی کی کارکردگی ہے۔

دلیل ۲ وہاں یہ کو یہ بات بھی تسلیم ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی حنفی محدث ہیں اور
حنفیوں کے مسلم امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”کتاب الآثار“ میں یہ حدیث
پاک نقل فرماتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِيَّاحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ رَوَاعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ شَاةً مِنْ عَنَمِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَوْصَى بِهَا جَارِيَةً كَانَتْ فِي الْغَرَمِ فَكَانَ يَتَعَاهَدُهَا وَيَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلَّمَا آتَى الْغَنَمَ
(المحدث)

ترجمہ: عبداللہ بن رواحہ (صحابی) سے روایت ہے کہ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک
بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کی ہوئی تھی، اور اپنی لوندی کو جو بکریوں کی دیکھ بھال کرتی
تھی یہ نصیحت کی ہوئی تھی، کہ اس بکری کا خوب خیال رکھے، اور خود بھی جب کبھی بکریوں میں جلتے
تو اس نامزد کی ہوئی بکری کو خوب دیکھتے، اب ان وہاں سے پوچھو کہ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام پر کیا حکم جڑو گئے۔

گجراتی وہاں نے اس مسئلہ میں درمختار کا جو جملہ نقل کیا ہے، وہ تو ذکر اسم اللہ،

اس کے نقل کرتے میں بھی پورا پورا داخل سے کام لیا ہے۔ درمختار میں جہاں سے مذکورہ جملہ نقل کیا گیا ہے۔ وہاں پر بزرگوں کو ایصالِ ثواب کے لیے جانور ذبح کرنے کی بحث کا نام و نشان تک نہیں ہم درمختار کی پوری عبارت نقل کر دیتے ہیں تاکہ گجراتی و ماہی کا دخل خود بخود قارئین کی سمجھ میں آجائے۔

ذَبْحُ لِقْدُومِ الْأَمِينِ وَتَحْوِيهِ كَوَاحِدٍ مِنَ الْعُظْمَاءِ يُعَدُّمُ لِأَنَّهُ أَهْلٌ
بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ وَكَوَذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى وَكَوَذَبْحِ لِلضَّيْفِ لَا يُجُوزُ لِأَنَّكَ
سُنَّةُ الْخَلِيلِ وَكَوَأَمِّ الضَّيْفِ إِكْرَامُ اللَّهِ وَالْفَارِقُ أَنَّكَ إِنْ قَدَّ مَهَالِيَا كُلَّ
مَنْهَا كَانَ الذَّبْحُ لِلَّهِ وَالْمَنْفَعَةُ لِلضَّيْفِ ۞

ترجمہ :- اگر کسی امیر اور ایسے ہی کسی عظمت والے انسان کی آمد پر محض تعظیماً جانور ذبح کیا۔ تو وہ حرام ہے کیونکہ یہ ما اهل غیر اللہ کے حکم میں داخل ہے اگرچہ ایسے جانور کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ذبح کیا جائے۔ اگر مہمان کی آمد پر ذبح کیا تو حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور یہ بھی کہ مہمان کی عزت اللہ تعالیٰ ہی کی عزت ہے تعظیماً ذبح کرنے اور مہمان کے لیے ذبح کرنے میں یہ فرق ہے کہ گوشت کھانے کے لیے مہمان کی خدمت میں پیش ہوتا۔ کہ وہ اسے کھائے۔ اس صورت میں ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ اور مذبح مہمان کے نفع کے لیے۔ دوسری صورت میں گوشت آنے والے کی خدمت میں پیش کرنا مقصود نہ ہو۔ صرف غیر خدا کی تعظیم مقصود ہو۔ تو حرام ہو جائے گا۔

یہ ہے درمختار کی پوری عبارت۔ جس سے اہلسنت کے علماء کی تائید ہوتی ہے کہ ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں۔ اور مذبح یعنی گوشت۔ چربی۔ کھال وغیرہ کا نفع فقراء اور مساکین کے لیے ہوتا ہے۔ اور اس نفع کا اجر و ثواب اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی صاحب عقل سلیم ایسا نہیں جو اس مذکورہ صورت کی حرمت کا قائل ہو۔

مسئلہ سماع موتی اور گجراتی و ماہی کی جارحیت یعنی دہل و فریب

۱۰ :- درمختار بر حاشیہ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ مصر۔

اعتراض | وہابی لکھتا ہے بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بزرگوں کی قبروں پر جا کر کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور جو ندائیں ہم ان کو دیتے ہیں وہ سنتے ہیں میرے نزدیک شرک کی یہ پہلی سیڑھی ہے۔

خدا تعالیٰ نے سرے سے اس عقیدہ ہی کی نفی کر دی تاکہ شرک کا دروازہ ہی بند ہو جائے فرمایا: **وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ**۔ ۱۷

ترجمہ:۔ اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا ان کو جو نہیں پہنچ سکتے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔ اس آیت شریفہ میں لفظ من دون اللہ آیا ہے اور یہ اللہ کے سوا سب کو شامل ہے چاہے نبی ہوں۔ ولی ہوں، شہید ہوں پیر ہوں، فقیر ہوں سب ان کی دعاؤں سے غافل اور بے خبر ہیں۔ ۱۷

جواب:۔ اس بد دین کی پہلی بات کہ بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اولیا بعد از وصال اپنے پکارنے والوں کی پکار سنتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں، اس کو اس کی زد میں کون کون آتا ہے ملاحظہ ہو۔

عائسہ بنت علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

إِنَّ أَبِي كَرَّرَ رَأَى اللَّهَ عِنْدَنَا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةَ قَالَ لِمَنْ حَضَرَكَ إِذَا أَنَامْتَ وَفَرَغْتَ مِنْ جِمَازِي فَأَحْمِلُونِي حَتَّى تَقِفُوا أَبَا الْبَيْتِ الَّذِي قَبْلَ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقِفُوا الْبَابَ وَقُولُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو كَرَّرَ يَسْأَلُكَ فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ بَانَ فَتَبَحْ أَبَابُ وَكَانَ الْبَابُ مَغْلَقًا بِقُفْلٍ فَأَدْخَلُونِي وَأَدْخَلُونِي وَإِنْ لَمْ يَفْتَحْ الْبَابُ فَأَخْرِجُونِي إِلَى الْبَيْتِ وَأَدْخِلُونِي بِهِ فَلَمَّا وَقَفُوا عَلَى الْبَابِ وَقَالُوا مَا ذَكَرَ سَقَطَ الْقُفْلُ وَالْفَتْحُ الْبَابُ وَسَمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ

۱۷: احقاف ۲۶ آیت ۵۔ ۱۷: شجرہ بیانات صفحہ ۳۹۔

الْبَيْتِ ادْخُلُوا الْمُحِبِّبِ اِلَى الْمُحِبِّبِ فَاِنَّ الْمُحِبِّبِ مُشْتَقٌّ مِنْهُ

ترجمہ: جب سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا آپ نے حاضرین کو وصیت کی کہ جب میرا وصال ہو جائے اور تم غسل و کفن دے کر فارغ ہو جاؤ تو مجھے اٹھا کر اس مکان کے دروازہ کے سامنے لے جا کر رکھ دینا جس مکان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار اقدس ہے اور خود دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کرنا السلام علیک یا رسول اللہ ابو بکر آپ سے اجازت کے طالب ہیں پس اگر بایں صورت اجازت مل جائے کہ دروازہ خود بخود کھل جائے کیونکہ دروازہ کو قفل لگا رہتا تھا تو مجھے اندر لے جا کر دفن کر دینا۔ اگر دروازہ نہ کھلے تو جنت البقیع میں لیجا کر دفن کر دینا۔ جب صحابہ نے روضۃ النور علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر کھڑے ہو کر مذکورہ وصیت کے مطابق کیا۔ تو قفل دروازے سے علیحدہ ہو گیا۔ اور دروازہ کھل گیا۔ اندر سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

۱۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اسی طرح تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔
افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی اس وصیت سے آپ کا عقیدہ بالکل واضح ہے۔ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے والوں کی پکار کو بھی سنتے ہیں اور آپ دیکھتے بھی ہیں صحیحی تو آپ نے یہ وصیت فرمائی۔ اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے انکار بھی نہ کیا۔ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے اور دیکھنے کے عقیدہ پر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

۲۔ حافظ النشان سیدی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

۱۔ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۵ تطبیح کلاں طبع جدید الرحمان۔

۲۔ تفسیر کبیر طبع جدید جز ۲۱ صفحہ ۸۷۔

رَدَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ مَالِكِ الدَّارِيِّ وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ
قَالَ أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأَنَّى
الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهَا آيَةُ عَمَدِ الْحَدِيثِ ۱

ترجمہ :- ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ عمر فاروق کے خازن مالک داری سے روایت
کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا تو ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے روضہ نور پر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے بارش طلب فرماویں کہ وہ ہلاکت
کو پہنچ چکی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انسان کو خواب میں آکر فرمایا کہ تم عمر کے پاس جاؤ۔ آگے
بارش ہونے کے متعلق واقع مذکور ہے۔

حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مزار اقدس پر آنے والا
شخص بلال بن حارث مزنی صحابی تھا۔

بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہوا کہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق عقیدہ رکھتا ہے کہ روضہ نور میں فریادوں کی فریادیں سنتے بھی ہیں اور فریادیں فرماتے بھی
ہیں۔ یہ بدین وہابی کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا عقیدہ بعض جاہلوں کا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)
گجراتی وہابی نے اپنے اس گندے عقیدے (کہ انبیاء اولیاء نہ کسی کی فریادیں سنتے
ہیں اور نہ ہی فریادیں کرتے ہیں) بلکہ مردے بے جان بالکل بے خبر ہیں) پر تین آیات سے
استدلال کیا ہے۔

آیت ۱ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۲

آیت ۲ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَآ يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ

۱ :- فتح الباری ج ۲ صفحہ ۵۴۳ مطبوعہ نوکشتور۔ ۲ :- سورۃ الاحقاف آیت ۵ پارہ ۲۴۔

الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بَشِدِكُمْ - ۱۶

آیت ۱۶ | فَكْفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ

لَعَافِلِينَ ۱۷

حالات کا مذکورہ تینوں آیات کا انبیاء اور اولیاء سے کوئی تعلق نہیں۔ ان آیات کا معنی سید المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے ملاحظہ فرمادیں۔

وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی

آیت ۱۶ | (مَنْ أَضَلَّ) عَنِ الْحَقِّ وَالْهُدَى (مِمَّنْ يَدْعُوا) يَعْبُدُ

(مِنْ دُونِ اللَّهِ) وَهُوَ الْكَافِرُ (مَنْ لَا يُسْتَجِيبُ لَهُ) لَا يُجِيبُهُ

إِنَّ دَعَاكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ (يَعْنِي الْأَصْنَامَ) (عَنْ دَعَائِهِمْ) عَنْ

دُعَايِهِمْ مَنْ يَعْبُدُهُمْ (غَافِلُونَ) جَاهِلُونَ - ۱۷

ترجمہ :- حق و ہدایت سے زیادہ پھرا ہوا اس شخص سے کوئی نہیں جو عبادت کرتا ہے خدا کے سوا یعنی کافران کی عبادت کرتے ہیں جو اپنے پوجنے والے کی پکار کا جواب قیامت تک نہیں دے گا۔ یعنی بت اپنے پوجنے والوں کی پکار سے غافل ہیں۔

آیت ۱۷ | (إِنْ تَدْعُوهُمْ) يَعْنِي الْأَدْيَةَ (لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ) لِأَنَّهُمْ صُمُّ

بُكُمْ لَا يَسْمَعُونَ -

ترجمہ :- اگر تم ان معبودوں کو پکارو وہ تمہاری پکار نہ سنیں گے کیونکہ وہ بہرے اور گونگے

ہیں سنتے نہیں گے

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے تو صاف صاف ان آیات کو مشرکوں اور ان کے بتوں

کے حق میں مانا ہے۔

۱۶ :- سورہ فاطر آیت ۱۶ پارہ ۲۲ - ۱۷ :- سورہ یونس آیت ۲۹ پارہ ۱۱ -

۱۸ :- تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۱۲ - ۱۹ :- تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۴۰ -

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

لگر پکارو یعنی دُعا مانگو بتوں سے جن کو شریک کرتے ہو خدا تعالیٰ کے ساتھ وہ

نہیں سنتے تمہاری پکار کو کہ وہ بے جان ہیں۔ ۱۷

آیت ۳۱ فَكُنْ بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنِ عِبَادَتِكُمْ
لَغَافِلِينَ (قرآن)

وہابی بدین نے اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے۔

قیامت کے دن اللہ کے مقبول بندے نبی، ولی، پیر، فقیر، شہید قسم اٹھا کر یہ اعلان

کریں گے کہ ہم تمہاری سو و پکار، نذر و نیاز وغیرہ سے بے خبر تھے۔ ۱۸

وہابی نے آیت مبارکہ پوری نقل نہیں کی۔ اگر پوری نقل کرتا تو اس کی خباثت باطنی

کی ہرگز تائید نہ ہوتی۔ پوری آیت مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ

وَشُرَكَاءُكُمْ فَذَلَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ اِيَّا نَا تَعْبُدُونَ

فَكُنْ بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنِ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ۔ ۱۹

آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تکرار مُشرکین اور ان کے بتوں کا ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

پوچھیں گے ہم کافروں سے کیوں عبادت کی بتوں کی تم نے کہیں گے کافر بتوں نے

ہم کو ساتھ عبادت اپنی کے فرمایا، اللہ تعالیٰ بتوں کو بیچ بات کہنے کے لادے گا۔ اور کہیں شریک

ان کے یعنی بت۔ نہ تھے تم کہ ہم کو پوجا ہووے تم نے بلکہ تم خواہش اپنی کو پوجتے تھے۔ ۲۰

معلوم ہوا گجراتی وہابی نے بتوں اور مُشرکوں والی آیات کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں

پر چسپاں کیا ہے ایسا کیوں نہ کرتا۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہے دراصل یہ وہابی خارجی

۱۷ :- شجرہ بدعات صفحہ ۴۰۔

۱۸ :- تفسیر موضح القرآن صفحہ ۵۶۔

۱۹ :- تفسیر موضح القرآن صفحہ ۱۹۹۔

۲۰ :- سورہ یونس آیت ۲۸ پارہ ۱۱۔

ہیں۔ بخاری شریف میں ہے۔
 سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں اور محدوں کو اللہ کی بدترین مخلوق کہتے تھے۔ اور فرماتے
 تھے کہ یہ لوگ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔
 برج فرمایا۔ ایمانداروں کے سردار عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، وہابی بیشک خارجی محد
 اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغہ خطاب کے ساتھ ندا کر کے آپ
 سے گفتگو فرمانا فرماتے ہیں۔
 يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي — اِنِّي فَقِيرٌ فِي الْوَدَى لِعَنَّا كَا
 اے میرے مالک بوقت حاجت میرے شفیع ہو جائے۔ میں تمام مخلوق سے زیادہ آپ
 کا محتاج ہوں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ

بزرگان دین نے اپنی تالیفات میں جہاں کہیں یہ فرمایا ہے۔ قبر کو ہاتھ نہ لگائے۔ بوسہ نہ
 دے۔ اس پر نہ جھکے۔ ان کی خاک کو منہ پر نہ ملے۔ یہ صرف ان قبروں کے متعلق ہے جن میں کسی
 قسم کی کوئی شرافت نہیں۔ بلکہ عام گنہگاروں کی قبریں ہوں۔ باقی رہا مزارات مشہرہ کا بوسہ لینا یا حصول
 برکت کے لیے مزار مبارک کو ہاتھ لگانا یا اس پر رخسار رکھنا تو اس کے جائز ہونے میں کسی کو کوئی
 کلام نہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں

۱۷: بخاری شریف عربی جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ باب قتال الخوارج والملیین۔ ۱۸: قصیدہ النعمان صفحہ ۱۱۳۔

كُلُّ مَنْ يُتَسَبَّرُكَ فِي حَالِ حَيَاتِهِ يُتَبَرِّكُ بِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۝
ترجمہ :- جس کی زندگی میں اس سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔

الْبُرُكَةُ الْعَامَّةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ كَلَامٍ أَوْ نَفْسٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ مَكَانٍ
حَتَّى يُتَبَرِّكَ بِتُرَابٍ وَ طِينَةٍ وَ بِمَكَانٍ جَلَسَ فِيهِ يَوْمًا ۝

ترجمہ :- ولی اللہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اس کی ہر چیز یعنی کلام، سانس، فعل، کپڑا، مکان میں برکت ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی مٹی اور جس مکان میں وہ ایک دن بھی بیٹھا ہو برکت حاصل کی جاتی ہے۔

شیخ الاسلام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نُقِلَ عَنِ ابْنِ أَبِي الصَّيْفِ الْيَمَانِيِّ أَحَدِ عُلَمَاءِ مَكَّةَ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ
جَوَّازُ تَقْبِيلِ الْمُصْحَفِ وَ أَجْزَاءِ الْحَدِيثِ وَ قُبُورِ الصَّالِحِينَ وَ نُقِلَ الطَّيِّبُ
النَّاشِرِيُّ عَنِ الْمُحِبِّ الطَّبْرِيِّ أَنَّهُ يَجُوزُ تَقْبِيلُ الْقَبْرِ وَ مَسَّهُ قَالَ وَ عَلَيْهِ عَمَلُ الْعُلَمَاءِ
الصَّالِحِينَ ۝

ترجمہ :- ابن ابی صیف یمانی جو مکہ مکرمہ کے علماء شافعیہ سے ہیں، قرآن مجید کتب احادیث اور صالحین کے مزارات کو چومنے کا جواز منقول ہے اور طیب ناشری نے محب طبری سے نقل کیا ہے کہ قبر (متبرک) کو چومنا اور مس کرنا جائز ہے اور فرمایا اس پر علماء صالحین کا عمل بھی ہے۔

اوبھی قبروں کو گرانے کا مسئلہ

۱ :- لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۱۲
۲ :- منہاج العابدین مع شرح سراج السالکین صفحہ ۵۲۹ مطبوعہ مصر

۳ :- کتاب وفار الوفا جلد ثانی صفحہ ۴۴۴ -

پاکستانی اور نجدی دہاویوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مزاراتِ مقدسہ کو پامال کرنے کی بنیاد جس حدیث پاک پر رکھی ہوئی ہے وہ حدیث اور اس کی حقیقت ملاحظہ فرمادیں۔

حدیث | عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدْعَ تَمْثَالًا إِلَّا أَطْمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَيْتَهُ۔ (رواه مسلم)

ترجمہ: ابو الہیاج رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابو الہیاج کیا میں تم کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ اور وہ کام یہ ہے کہ جاؤ اور جو تصویر تم کو نظر آئے اس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی ملے اسے برابر کر دو۔

یہ حدیث شریف نقل کرنے کے بعد وہابی لکھتا ہے۔
خدا تعالیٰ دین اسلام کو اتنا غلبہ دے کہ یہ تمام روئے گنبد، اور قبریں جو شرک کا موجب ہیں مذکورہ حدیث کے مطابق برابر کر دیئے جائیں۔
مذکورہ بالا حدیث مسلم شریف جلد ۱ ص ۳۱۲۔

لغات حدیث کی مشہور معرُوف کتاب مجمع البحار میں ہے

الْمُرَادُ بِجَدِثِ الْأَمْرِ بِسَوِيَّةِ الْقَبْرِ الْمُشْرِفِ لَسَطِيحُهُ لَا تَسْوِيَّتُهُ بِالْأَرْضِ۔
یعنی جس حدیث میں اونچی قبر کو برابر کرنے کا حکم ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ قبر کو زمین کے برابر کر دیا جائے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ قبر کی بلندی چاروں اطراف سے یکساں ہو۔ درمیان میں سے اونٹ کی کومان کی طرح اونچی نہ رکھی جائے۔
دیکھ لیجئے حدیث شریف کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اور یہ حکم قبر کی اصلی بناوٹ کا ہے

کہ قبر زمین سے اونچی ضرور ہو۔ لیکن اونٹ کی کوٹان کی مانند نہ ہو۔ اس حدیث کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کے گنبدوں اور قبوں سے کیا واسطہ۔

قبروں کو برابر کرنے کے حکم والی حدیث شریف کے متعلق ایک غیر مقلد عالم کہتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحید الزمان غیر مقلد کی تحقیق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت علی کو اسی طرح حضرت علی نے ابوالہیاج کو قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ مشرکوں کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمانوں کی کیونکہ مسلمانوں کی قبریں اس زمانہ (نبوی) میں سنت کے موافق ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ ہوں گی۔ ۱۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کی سنت مبارک کی مخالفت کرنے کی کس میں جرأت تھی۔ اس کی تائید بخاری شریف سے بھی ہوتی ہے۔

امام المحدثین سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اس عنوان کا مستقل باب باندھا ہے، (باب) هَلْ يُنْبِشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ لَعِنَى كَيْفَ زَمَانِ جَاهِلِيَّةِ كَيْفَ مَشْرُكِي كِي قَبْرِ مِي اَكْهَارُ دِي جَائِيں؟ اس کی شرح میں فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔

أَنَّ دُونَ غَيْرِهَا مِنْ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَاتِّبَاعِهِمْ لِمَا فِي ذَلِكَ مِنْ إِدْهَانَتِهِ لَهُمْ بِخِلَافِ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّهُمْ لَأَحْرُصَةٌ لَهُمْ ۲۔

یعنی مشرکین کے علاوہ انبیاء اور ان کے پیروکاروں (اولیاء) کی قبروں کو نہ چھیڑا جائے گا۔ کیونکہ ایسا کرنے میں انبیاء اور اولیاء کی امانت ہے بخلاف مشرکوں کے کہ ان کی کوئی عزت نہیں۔

بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر عمارت بنانے کا مسئلہ

علامہ طاہر پٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں | قَدْ أَبَاحَ السَّلْفُ أَنْ يُبْنَى عَلَى قُبُورِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْمَشَاهِيرِ لِيَتَرَفَّدَ هُمُ النَّاسُ وَ

۱۔ لغات الحدیث مؤلف وحید الزمان کتاب السنن جزء ۳ صفحہ ۶۔ ۲۔ فتح الباری مطبوعہ نو لکھنؤ جزء ۲ صفحہ ۲۶۰۔

تَسْتَرْجُونَ بِالْجُلُوسِ فِيهِ ۱

ترجمہ :- اسلاف اُمت نے جائز رکھا ہے کہ مشائخ اور مشہور علماء کی قبروں پر عمارت بنائی جائے تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔

حنفیوں کے علمامہ اور محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکی فرماتے ہیں۔

قَدْ أَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلَى قُبُورِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْمَشْهُورِينَ لِيُزُورَهُمُ النَّاسُ وَ

يَسْتَرْجُونَ بِالْجُلُوسِ فِيهِ ۲

ترجمہ :- یہ ہے جو مجمع البجار کی عبارت کا ہے۔

عارف باللہ سیدی اسماعیل حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بِنَاءُ الْقُبَابِ عَلَى قُبُورِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضْعُ السُّتُورِ وَالْعَائِمِ
وَالشِّيَابِ عَلَى قُبُورِهِمْ وَكَذَا الْإِقَادُ الْقَنَادِيلُ وَالشَّمْعُ عِنْدَ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ
مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالْإِجْلَالِ لَا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ ۳

ترجمہ :- اولیاء علماء اور صلحاء کی قبروں پر قبے بنانا اور پردے ڈالنا اور دیگر کپڑے (چادریں وغیرہ) ڈالنا اسی طرح مزارات اولیاء و صلحاء کے قریب قندیلیں اور چراغ روشن کرنا یہ ان کی عزت اور عظمت ہے۔ لہذا منع نہ کرنا چاہیے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

لَا يَكْرَهُ الْبِنَاءُ إِذَا كَانَ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ ۴

ترجمہ :- اگر میت مشائخ یا علماء یا سادات سے ہو تو قبر پر تعمیر میں کوئی کراہت نہیں۔

۱ :- مجمع البجار جلد ۲ صفحہ ۱۸۷

۲ :- مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۶۹ مطبوعہ پاکستان۔

۳ :- فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۴۲۷

۴ :- تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴

نوٹ: ایہ عبارت بعینہ فتاویٰ المتقح حامد ریہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۷ پر رکھی ہے۔
 ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کو گرانے کا شریعت
 محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کوئی ثبوت نہیں۔ ابی الہیاج کی روایت سے استدلال
 کرنا وہابیہ کی خباثت باطنی ہے۔

مسئلہ دعا بعد نماز جنازہ

اُمت وہابیہ نماز جنازہ کے بعد دعائے مانگنے سے بھی منع کرتی ہے اور فقہاء کرام کے
 اقوال کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے علی الاطلاق کراہت کا قول نہیں کیا۔ بلکہ
 فرماتے ہیں۔

نماز جنازہ کے بعد دعا کے لیے کھڑا نہ
 رہے کیونکہ اس سے نماز جنازہ میں
 زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

لَا يَقُومُ بِالِدُّعَاءِ بَعْدَ صَلَاةِ
 الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يَشْبَهُ
 الزِّيَادَةَ فِيهَا۔ ۱۷

اسی طرح علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے
 دعا نہ کرے کیونکہ اس سے نماز جنازہ
 میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

لَا يَدْعُو لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلَاةِ
 الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يَشْبَهُ الزِّيَادَةَ
 فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ۔ ۱۷

نتیجہ | ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ دعا، بعد نماز جنازہ کے مکروہ ہونے کی علت
 یہ ہے کہ نماز میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے اور یہ شبہ اسی صورت میں ہے۔ جب کہ
 امام اور مقتدی نماز والی حالت پر قائم رہ کر دعا کریں۔ اگر امام میت کی طرف سے منہ پھیرے اور
 مقتدی قطاریں توڑ لیں۔ پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے جائیں تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ

قاعدہ ہے کہ علت کے اٹھ جانے سے حکم اٹھ جاتا ہے۔

مسئلہ حیاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حیات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم جمعین

اس مسئلہ کے بیان کرنے کا مقام تو دراصل بحث سماع موتی پر تھا۔ کیونکہ گجراتی و ماہی علیہ ما علیہ نے سماع موتی کی بحث میں انبیاء اولیاء، شہداء کے مردے ہونے کا اقرار کیا ہے لیکن بندہ نے اس مسئلہ کی عظمت کی بناء پر اسے علیحدہ بیان کیا ہے۔

حیات انبیاء کے متعلق اہل اسلام کا عقیدہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

خاتم الحفاظ سیدنا سیوطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حیاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ ہو

وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ مَعْتُومَةٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِيًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْأَدِلَّةِ فِي ذَلِكَ وَ تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ ۱

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کافی دلائل موجود ہیں اور خبریں حد تو اترا تک پہنچ چکی ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

اخرج ابو یعلیٰ فی سندہ والبیہقی فی کتاب حیاة الانبیاء عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ ۲

ترجمہ: محدث ابو یعلیٰ نے اور بیہقی نے اپنی کتاب حیاة الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ ہی جلیل القدر امام فرماتے ہیں۔

لَا يُنْكِرُ ذَلِكَ إِلَّا جَاهِلٌ ۳

یعنی حیاة انبیاء کا انکار سوائے جاہل کے کوئی نہیں کر سکتا۔ ۳

۱۔۔ الحادی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ - ۲۔۔ الحادی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹۹

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایشان اَحیاء اَنْد بَحیّات حَقِیقَی دُنْیَاوی بِاتْفَاقٍ۔^۱
 انبیاءِ علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور یہ زندگی حقیقی دنیاوی ہے (نہ کہ برزخی) اس حقیقی
 زندگی پر پوری اُمت کا اتفاق ہے۔ یعنی اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی
 بھی انبیاء کی حقیقی زندگی کا منکر نہیں۔
 وَاَبِیہِ نَجْدِیہِ چُونکہ قرن الشَّیْطَان یعنی شیطان کی اُمت ہے لہذا یہ منکر ہیں۔

مسئلہ حیاة اولیاء

امام الاحناف علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں |
 اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ لَا یَمُوتُوْنَ وَ لٰكِنْ
 یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِ الٰی دَارٍ سَلَمًا
 ترجمہ: اولیاء اللہ مرتے نہیں لیکن ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتے ہیں
 امام الوہاب بیہ الدیوبندیہ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں |
 فقیر مترا نہیں صرف ایک
 مکان سے دوسرے مکان
 میں انتقال کرتا ہے۔^۲

شیخ الوہاب بیہ الدیوبندیہ محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں |

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذ اللہ — حیاتِ شیخ کا منکر موجود ہے اسکی نادانی
 معلوم ہوا شہید، صالح، صدیق تمام زندہ جاوید ہیں۔ ان کی حیات کا منکر جاہل ہے
 شجرہ بدعات کے آخر میں گجراتی وہابی نے لغویات اور خرافات عنوان کے تحت چند

۱۔ اشعۃ اللمعات جز ۳ صفحہ ۲۱۳۔ ۲۔ مرقاة شریف جلد ۳ صفحہ ۲۵۱
 ۳۔ شام امداد صفحہ ۸۱ حصہ سوم۔ ۴۔ کلیات شیخ الہند محمود حسن صفحہ ۹ (مطبع قاسمی دیوبند)

اشعار نقل کیے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ سے اور بعض غیر متعلقہ ہیں۔ چونکہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کو اہل سنت نے اپنا امام تسلیم کیا ہے اور آپ یقیناً امام اہل سنت ہیں لہذا اہل سنت و جماعت آپ کی ہر تحریر کے ذمہ دار ہے۔

اہل سنت و جماعت وہابیوں کی مانند نہیں ہیں کہ اپنے اکابرین کی عقیدت میں جب بڑھنا شروع کیا۔ تو قاسم نانوتوی کو قاسم العلوم رشید احمد گنگوہی کو غوث اعظم اور اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت وغیرہ سمجھتے گئے۔ لیکن جب ان اکابرین کے عقائد کو قرآن و سنت کے مطابق صحیح ثابت کرنے کا موقع آتا ہے تو بالکل ہی چھائیں بائیں ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے ان وہابیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

وہابی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضو تناسل کی مانند ہے

عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی ہی حالت ہے جیسے گدھے کا۔ عضو مخصوص بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ نہیں رہتا۔ وہابیوں کے پیشوا نے صحیح کہا ہے یہ وہابی ٹولہ واقعی گدھے کا عضو مخصوص ہے۔ الحمد للہ ہمارے امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عقیدت مندوں کے متعلق کوئی شکوہ نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی ہم آپ سے عقیدت کے میدان سے گم ہونے والے ہیں۔ اب سنی بگڑتی وہابی کی خرافات دکھتا ہے۔

ایلیحضرت رضی اللہ عنہ کے کسی عقیدہ مند کے اشعار

س جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے جام کو تر کا پلا احمد رضا وہابی کا اعتراض [مولوی احمد رضا خاں کو ساقی کو تر کا مرتبہ دے دیا۔

۱۰۰: افاضات یومیہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۰

نیکرین جو آکے پوچھیں گے تو کس کا ہے؟ یہ ادب سے سر تھکا کر نام لوں گا احمد رضا
قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے سے ہو میرا مشکل کشا، احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو سے اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا
وہابی کا اعتراض | غور کریں مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خالص صاحب کے لیے ثابت
ہو گئے۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے بسینے انہی کا شجر۔

خدا نے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بد کاریوں کے دفتر
بچا لو آکے شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں سے ہے (مولانا احمد رضا خان)
جواب :- میں کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے عقیدت مند نے اگر مشکل اوقات میں آپ
کو اپنا حامی۔ مددگار فرمادیں۔ مشکل کشا۔ شفیع کہا ہے تو یہ عین حقیقت ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيَّكُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے۔ اور اس کا رسول اور اولیاء۔
پھر فرماتا ہے۔ اَلْاٰخِلَآءُ يَوْمَئِذٍ لِّبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ
ترجمہ :- یعنی اولیاء کرام کے سوا تمام دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔
گو یا قبر و نشر و حشر ہیں اولیاء اللہ کا اپنے محبت والوں کا حامی ہونا تو قرآن سے ثابت ہے
بیشک اولیاء اللہ روز حشر شفیع بھی ہوں گے۔

قطب شمرانی سیدی عبدالوہاب شمرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اُمَّةَ الْفُقَهَاءِ وَالصُّوْفِيَّةِ كُلَّهُمْ يَشْفَعُونَ فِي مَقَلِدِيْهِمْ وَيَلَا حِظُوْنَ
اَحَدَهُمْ عِنْدَ طُلُوْعِ رُوْحِهِ وَعِنْدَ سُوَالِ مُنْكَرٍ وَتَكْوِيْنِ لَّهِ وَعِنْدَ النَّشْرِ وَالْحَشْرِ
وَالْحِسَابِ وَالْمِيْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَلَا يَفْعَلُوْنَ عَنْهُمْ فِي مَوْقِفٍ مِّنَ الْمَوَاقِفِ

۱۔ شجرہ بدعات صفحہ ۵۰-۵۱ ۔ ۲۔ سورۃ المائدہ آیت ۵۴ پارہ ۷۔

۳۔ سورۃ الزحرف آیت ۶۷ پارہ ۲۵ ۔ ۴۔ میزان کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۹۔

ترجمہ:- بیشک ائمہ فقہاء اور صوفیہ سارے کے سارے اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے۔ اور اپنے پیروکاروں کا ملاحظہ فرماتے ہیں جب کسی کی روح پرواز کرتی ہے اور جب منکر نکیر کے سوال ہوتے ہیں۔ لشتر حشر حساب۔ میزان اور صراط سے گزرنے کے وقت بھی۔ یہ لوگ کسی مقام پر بھی اپنے پیروکاروں سے غافل نہیں ہوتے۔

اب رہا مولانا احمد رضا کا اپنا شعر جو گجراتی وہابی نے نقل کیا ہے کہ
خدا نے قہار ہے غضب پر کھلے میں بدکاروں کے دفتر
بچا لو اے شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے!

اس میں آپ کی کوئی کسر شان نہیں۔ کیونکہ ہر نیک سے نیک روز محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا محتاج ہے۔

طائفہ وہابیہ دیوبندیہ کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں

جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہوں گے پیش حتیٰ

اس دن نہ بھولنا مجھے زہنہار یا رسول اللہ

لیجو خدا کے واسطے اس دن میری خبر

عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسول اللہ

حالانکہ دیوبندی وہابی حاجی صاحب مذکور کو قطب زماں غوثؒ دوران لکھتے ہیں۔

دیگر اشعار علی حضرت رضی اللہ عنہم در منقبت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

ذی تصرف بھی ہے ما ذون بھی ہے محتار بھی

کار عالم کا تدبیر بھی ہے۔ عبدالقادر

بندہ قادر قادر بھی ہے عبدالقادر

لہذا من جمیع ما ہر بھی عبدالقادر

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں

وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں

وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

گجراتی و ہابی کا اعتراض | غور فرمائیں حضرت شیخ عبد القادر کو کارِ عالم کا مدبر بنا ڈالا۔ اور ان کا مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھا دیا۔ اور نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھا

دیا کہ خدا تعالیٰ شیخ عبد القادر جیلانی کا ذاکر و شاغل ہے۔

دین دراصل حدیث عبد القادر اہل دین رامعینت عبد القادر

ادما ینتطق عن الہوی ایس شرحش: قرآن احمد حدیث عبد القادر

شیخ عبد القادر کو اہل دین کا فریادرس بنا ڈالا اور عبد القادر کی بات کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا ڈالا۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ ماذون و متصرف اور فریادرس ہونا تو لفظ غوث کے حقیقی معنوں میں

داخل ہے کیونکہ غوث کا معنی ہی فریادرس ہے اور فریادرس وہی ہو سکتا ہے جو من اللہ موزون

و متصرف ہو۔ ان وہابیوں سے کوئی پوچھے کہ تذکرۃ الرشید کے اول میں تم نے جو رشید احمد

کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریادرس) لکھا ہے کیا اس کو تم نے ماذون متصرف نہیں مانا۔

باقی گجراتی و ہابی کا یہ کہنا کہ خان صاحب نے یہ کہہ کر کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غوث

القلین رضی اللہ عنہ کی محفل و وعظ میں آتے، اس سے شیخ صاحب کا رتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

بڑھا دیا۔ یہ وہابی کی جہالت ہے، اس سے تو صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم شیخ رضی اللہ عنہ کی محفل و وعظ کو اپنی حاضری سے شرف بخشتے ہیں حضرت رضی اللہ عنہ

کا شعر قرآن احمد حدیث عبد القادر سے وہابی کا یہ سمجھنا کہ خان صاحب نے عبد القادر کی حدیث

۱۰ :- شجرہ بدعات صفحہ ۵۰ -

کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا دیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اجہل دہلابی اردو سمجھنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتا۔ دراصل مفہوم یہ ہے۔

قرآن: احمد یعنی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجسمہ قرآن ہیں۔

حدیث: عبد القادر یعنی شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا مجسمہ ہے۔ گویا کہ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو مجسمہ شکل میں دیکھنے کا طالب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور حدیث احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسمہ شکل میں دیکھنے کا طالب شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

میزان سیادت

چونکہ آج کل بہت سے بددین گمراہ خود کو سید لکھتے اور لکھواتے ہیں، لہذا فقیر نے ضروری سمجھا ہے کہ آخر کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے میزان سیادت بیان کر دیا جائے تاکہ عوام الناس دھوکہ نہ کھائیں۔

حدیث شریف حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی فصوا پر سوار خطبہ فرما رہے تھے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا۔

اے لوگو! میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے، ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

ایک کتاب الشیخ اور دوسری میری عنترت (اہل بیت) لے

ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

دسویں صدی ہجری کے مجدد علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اہل بیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک ہے اور ان کو کپڑے سے یہ مراد ہے کہ ایمان والے ان سے محبت رکھیں ان کی حرمت کی حفاظت کریں۔ ان کی روایات پر عمل کریں۔ اور ان کے اقوال پر اعتماد رکھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل پاک کی اطاعت کو مطلق رکھا ہے۔ اس میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو صحیح معنوں میں اور حقیقتاً آپ کی نسل سے ہوگا، اس کے قائد اور اعمال شریعت اور طریقت کے عین مطابق ہوں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ایمانداروں کو بددین، گمراہ، جھوٹے سیدوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اولیٰ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آل پاک کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔

آمین! ثم آمین!

